عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۷ | ۲۳ تا ۲۹/ ذوالحجہ ۱۴۲۸ھ مطابق یکم تا ۷/ جنوری ۲۰۰۸ء | شمارہ: ۱

قیمت: ۷ روپے

زندگی بہتر ہے یا موت؟

مذاہبِ عالم میں بنتِ حوا کا مقام

ظلی بروزی نبوت کا پوسٹ مارٹم

ووٹ کی شرعی حیثیت

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

شوبز والوں کے لئے پرستار کا لفظ

ابوفضیل، کراچی

س:...... آج کل معاشرے میں ٹی وی اور شوبز سے وابستہ فنکاروں کے لئے پرستار کا لفظ استعمال ہوتا ہے اور فخریہ انداز میں کہتے ہیں کہ ہم فلاں اداکار کے پرستار ہیں' جبکہ پرستار کا لفظ اللہ کے سوا کسی کے لئے استعمال کرنا گناہ ہے' کیونکہ اس سے مراد عبادت کے ہیں' اس بارے میں کیا حکم ہے؟ نیز اگر کسی فنکار یا اداکار کو کامیابی ملتی ہے تو وہ عموماً اللہ کا شکر اور مہربانی کے الفاظ استعمال کرتے ہیں' جبکہ یہ وہ کام کرتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسولؐ کے برخلاف عمل ہے یعنی گناہوں کے کام میں اللہ کا شکر جیسے مقدس الفاظ استعمال کرنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

ج:...... بات آپ کی بھی ٹھیک ہے اور جھوٹ وہ بھی نہیں کہتے، کیونکہ کچھ اللہ کے پرستار ہوتے ہیں اور کچھ شیطان اور شیطانی کرداروں کے۔ اس لئے وہ بتلانا چاہتے ہیں کہ ہمارا اللہ سے تعلق کم اور شیطانی کرداروں سے زیادہ ہے اور حدیث میں ہے کہ جو جس کے ساتھ دنیا میں محبت رکھتا ہے قیامت کے دن انہیں کے ساتھ ہوگا' تو گویا وہ اپنی زبان سے کہتے ہیں کہ قیامت کے دن ہم اللہ' اس کے رسول اور اس کے نیک بندوں کے بجائے شیطان اور شیطان کے نمائندگان کے ساتھ ہوں گے' گویا جہاں وہ ہوں گے ہم بھی

مولانا سعید احمد جلال پوری

وہاں ہوں گے' لوگ اپنی لاعلمی اور جہالت کی بنا پر بعض اوقات ایسے ایسے کلمات کہہ جاتے ہیں کہ ان کے ایمان میں شک ہونے لگتا ہے اور ان کے سوئے خاتمہ کا اندیشہ ہونے لگتا ہے' اس لئے ایسے الفاظ استعمال نہیں کرنا چاہئے' یہ موہم شرک ہے۔ کسی گناہ کے کام میں کامیابی پر اس گناہ کی اللہ کی طرف نسبت کرنا غلط ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی گناہ کے کام پر راضی نہیں ہوتے' ہاں یہ بات دوسری ہے کہ دنیا میں جو کچھ بھی ہو رہا ہے چاہے گناہ ہو یا ثواب وہ مشیت الٰہی سے ہو رہا ہے' جہاں تک رضائے الٰہی کا تعلق ہے وہ صرف اور صرف نیکی اور خیر کے کاموں میں ہے۔

جہاد کی شرعی حیثیت

میر واعظ خان، کوئٹہ

س:...... کیا کشمیر کا جہاد شرعی ہے یا غیر شرعی؟ اور وہاں پر جو تنظیمیں جہاد کر رہی ہیں، ان کا جہاد صحیح ہے یا نہیں؟

ج:...... اسلام کی اشاعت، کفر کی بیخ کنی اور دین کے بول بالا کے لئے جہاد مسلمانوں کے فرائض میں سے ہے، حالات و احوال کے اعتبار سے کبھی یہ جہاد فرض کفایہ ہوتا ہے اور کبھی فرض عین، پھر اس جہاد کے لئے چند شرائط و قیود ہیں، اگر کوئی جماعت کسی امیر کے ماتحت جہاد کر رہی ہو اور اس کا مقصد صرف فتنہ کفر کی بیخ کنی ہو تو یہ جہاد، جہاد شرعی ہوگا، چاہے وہ دنیا کے کسی بھی کافر قوم کے خلاف ہو، لیکن اگر یہ جہاد دنیاوی اغراض کے تحت ہو تو اس کو جہاد کہنا نہ صرف جائز نہیں بلکہ اس مقدس لفظ اور اس کے مفہوم کی توہین ہے۔

س:...... میں نے کسی بڑے عالم سے سنا ہے کہ جہاد مسلمانوں پر نماز، روزے کی طرح فرض ہے، اس کا منکر کافر ہے؟ اور اگر یہ سچ ہے تو پھر تو جہاد فرض عین ہوا؟

ج:...... ہاں مطلق جہاد حکم شرعی ہے، اس کا انکار کرنا کفر ہے۔

میاں بیوی کا ایک دوسرے کے جسم کو دیکھنا

عبداللہ، لاہور

س:...... کیا میاں بیوی ایک دوسرے کے جسم کو دیکھ سکتے ہیں؟

ج:...... جی ہاں! میاں بیوی ایک دوسرے کے جسم کے پوشیدہ حصے دیکھ سکتے ہیں۔

ہفت روزہ ختم نبوۃ

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر — مولانا سعید احمد جلالپوری
علامہ احمد میاں حمادی — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
صاحبزادہ سید محمد سلیمان بنوری — مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۲۷ شمارہ: ۱ ۲۳ تا ۲۹/ ذوالحجہ ۱۴۲۸ھ مطابق یکم تا ۷/ جنوری ۲۰۰۸ء

سرپرست
حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم
حضرت مولانا سید نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا اللہ وسایا

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

کمپوزنگ
محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

زندگی بہتر ہے یا موت؟	۴	اداریہ
ووٹ کی شرعی حیثیت	۶	مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ
حکمرانی کا دل کش انداز	۸	ڈاکٹر زاہد اشرف
ازدواجی بندھن	۱۰	اُم سلمان فاروی
مذاہب عالم میں بنت حوا کا مقام	۱۳	محمد اطہر عشی
قادیانیوں کے اعتراضات کا اجمالی جواب	۱۵	مولانا اللہ وسایا
ظلی، بروزی نبوت کا پوسٹ مارٹم	۱۹	مولانا عبدالجبار ابوہری
بزم اطفال	۲۳	
خبروں پر ایک نظر	۲۶	ادارہ

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

زر تعاون بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۷ روپے، ششماہی: ۱۷۵ روپے، سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک۔ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 363-8 اور اکاؤنٹ نمبر 927-2 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:2780337, 4234476 Fax:2780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road Multan
Ph:4583486-4514122 Fax:4542277

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

زندگی بہتر ہے یا موت؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

’’عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان امراء کم خیار کم واغنیاء کم سمحاء کم وامورکم شوریٰ بینکم، فظھر الارض خیر من بطنھا، واذا کان امرائکم شرار کم واغنیاء کم بخلائکم وامورکم الیٰ نساء کم فبطن الارض خیر من ظھرھا ۔‘‘ (رواہ الترمذی)

ترجمہ:’’حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تمہارے حاکم تم میں سب سے اچھے ہوں، تمہارے مال دار سخی ہوں اور تمہارے معاملات باہمی مشورے سے طے ہوں، تو تمہارے لئے زمین کی پشت اس کے پیٹ سے (یعنی زندگی، موت سے) بہتر ہے۔

اور جب تمہارے حاکم بُرے ہوں، تمہارے مال دار لوگ بخیل ہوں اور تمہارے معاملات عورتوں کے سپرد ہو جائیں تو تمہارے لئے زمین کا پیٹ اس کی پشت سے (یعنی موت زندگی سے) بہتر ہے۔‘‘ (ترمذی، مشکوٰۃ ص:۴۵۹)

آدمی صحت مند ہو تو اس کا وجود قیمتی ہوتا ہے اور اس سے بہت سے منافع وابستہ ہوتے ہیں اور اگر فالج یا تپ دق کی وجہ سے صاحب فراش ہو تو اس کا وجود بجائے مفید ہونے کے رفتہ رفتہ ایک بوجھ بن جاتا ہے، مریض خود بھی اپنی زندگی سے اکتا جاتا ہے اور دوسرے لوگ بھی جب اس کے شفایاب ہونے سے ناامید ہو جاتے ہیں تو اس کے لئے دعا کرتے ہیں کہ خدا اس کو پردہ دے، گویا اس کے حق میں موت کو زندگی سے بہتر سمجھا جاتا ہے اور اس کی زندگی موت سے بدتر تصور کی جاتی ہے۔

ٹھیک اسی طرح جب کوئی قوم اجتماعی طور پر صحت مند ہو تو اس کا وجود کائنات کی سب سے قیمتی چیز ہے لیکن جب وہ دینی، اخلاقی اور سماجی اعتبار

سے مفلوج ہو جائے تو اس کا وجود خدا کی زمین پر بوجھ بن جاتا ہے اور وہ اس لائق ہوتا ہے کہ اسے صفحہ کائنات سے حرف غلط کی طرح مٹا دیا جائے۔

حکیم انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین علامتیں مسلمانوں کی اجتماعی صحت کی بیان فرمائی ہیں اور تین علامتیں ان کے اجتماعی مزاج کے مفلوج ہو جانے کی، پہلی صورت میں ان کا وجود عدم سے بہتر ہوگا اور دوسری حالت میں قانون قدرت کے مطابق ان کا عدم ان کے وجود سے بہتر ہوگا۔

جب مسلمانوں کے حاکم اچھے ہوں، نیک سیرت اور خدا ترس ہوں، عادل اور منصف ہوں، جب ان کے مال دار لوگ عیش پرست اور فضول خرچ نہ ہوں بلکہ سخی اور فیاض ہوں، غریب مسکین افراد کی ضروریات کے کفیل ہوں اور جب ان کے معاملات باہمی مشورے سے طے ہوتے ہوں تو سمجھنا چاہئے کہ یہ قوم صحت منداور توانا ہے اور اس کا وجود نہ صرف خود اپنے لئے بلکہ اقوام عالم کے لئے بھی خیر و برکت کا موجب ہے۔

اس کے برعکس جب ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے ان پر ظالم و جابر، راشی اور شریر حاکم مقرر کردیئے جائیں، جب ان کا متمول طبقہ خدا تعالیٰ کے راستہ میں مال خرچ کرنے میں بخیل اور کنجوس ہو جائے اور جب ان کے معاملات عورتوں کے منشاء کے مطابق چلنے لگیں تو سمجھنا چاہئے کہ یہ قوم ذہنی طور پر مفلوج ہو چکی ہے، اس کی اجتماعی قوتیں جواب دے چکی ہیں اور اب اس کا وجود خدا کی زمین پر بوجھ بن چکا ہے۔

قوم نیک ہو تو اللہ تعالیٰ اسے حاکم بھی نیک عطا کرتا ہے اور جب قوم بگڑ جائے تو اس کی سزا کے لئے ان سے زیادہ بگڑے ہوئے حاکم ان پر مسلط کردیئے جاتے ہیں۔

حضرت حسن بصریؒ سے لوگوں نے حجاج بن یوسف کے ظلم کی شکایت کی اور عرض کیا کہ اس کے لئے بددعا فرمایئے آپ نے نہایت غضب کے لہجے میں فرمایا کہ:

''تمہارے اعمال تو ایسے تھے کہ تم پر بندر اور خنزیر حاکم مقرر کئے جاتے، تم خدا کا شکر نہیں کرتے کہ ابھی تک اس نے تم پر انسانوں کو حاکم مقرر کر رکھا ہے، کسی قوم کی قیادت کی تشکیل اس کے متمول طبقہ کے ہاتھ میں ہوتی ہے، وہی قوم کی سیاست و معیشت میں سب سے زیادہ دخیل ہوتے ہیں اور قوم کے بننے بگڑنے میں یہ طبقہ سب سے موثر کردار ادا کرتا ہے، اگر وہ نیک اور فیاض ہو، خدا کی دی ہوئی دولت کو امانت سمجھ کر اسے صحیح جگہ پر خرچ کرے تو پوری قوم میں نیکی اور خدا ترسی کے جذبات پرورش پاتے ہیں اور اگر یہ طبقہ بگڑ جائے تو پوری قوم کو لے ڈوبتا ہے۔''

قرآن کریم میں ارشاد ہے:

''اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو وہاں کے کھاتے پیتے لوگوں کو حکم کرتے ہیں اور وہ اس بستی میں فسق و فجور کا طوفان برپا کردیتے ہیں، پھر اس بستی پر ہمارا قانون لاگو ہوتا ہے اور ہم اسے تباہ و برباد کردیتے ہیں۔''

اسی طرح عورتوں کا مردوں کی عقل و دانش پر غالب آ جانا، کسی قوم کے زوال کی علامت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

''وہ قوم کبھی فلاح نہیں پائے گی جس نے اپنے معاملات عورتوں کے سپرد کردیئے۔''

مختصر یہ کہ یہ تین چیزیں کسی قوم کی زندگی یا موت کی علامت ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں نیک حاکم عطا فرمائے، ہمارے مال دار لوگوں کو مال کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں باہمی صلاح و مشورے سے صلح و آشتی کے ساتھ اپنے معاملات طے کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ

انتخابات میں ووٹ کی شرعی حیثیت

اسلام کا ایک یہ بھی معجزہ ہے کہ مسلمانوں کی پوری جماعت کبھی گمراہی پر جمع نہیں ہوتی، ہر زمانہ اور ہر جگہ کچھ لوگ حق پر سختی سے قائم رہتے ہیں، جن کو اپنے ہر کام میں حلال وحرام کی فکر اور رسول کی رضا جوئی پیش نظر رہتی ہے پھر قرآن کریم کا ارشاد ہے:

"آپ نصیحت کی بات کہتے رہیں کیونکہ نصیحت مسلمانوں کو نفع دیتی ہے۔"

اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ انتخابات میں امیدواری اور ووٹ کی شرعی حیثیت اور ان کی اہمیت کو قرآن اور سنت کی رو سے واضح کر دیا جائے، شاید کچھ بندگان خدا کو تنبیہ ہو اور کسی وقت یہ غلط کھیل صحیح بن جائے۔

امیدواری:

کسی مجلس کی ممبری کے انتخابات کے لئے جو امیدوار کی حیثیت سے کھڑا ہو وہ گویا پوری ملت کے سامنے دو چیزوں کا مدعی ہے، ایک یہ کہ وہ اس کام کی قابلیت رکھتا ہے جس کا امیدوار ہے، دوسرے یہ کہ وہ دیانت داری سے اس کام کو انجام دے گا، اب اگر واقع میں وہ اپنے اس دعویٰ میں سچا ہے، یعنی قابلیت رکھتا ہے اور امانت و دیانت کے ساتھ قوم کی خدمت کے جذبے سے اس میدان میں آیا تو اس کا یہ عمل کسی حد تک درست ہے اور بہتر طریق اس کا یہ ہے کہ کوئی شخص خود مدعی بن کر کھڑا نہ ہو، بلکہ مسلمانوں کی کوئی جماعت اس کو اس کام کا اہل سمجھ کر نامزد کردے اور جس شخص میں اس کام کی صلاحیت ہی نہیں وہ اگر امیدوار ہو کر کھڑا ہو تو قوم کا غدار اور خائن ہے۔ اس کا ممبری میں کامیاب ہونا ملک وملت کے لئے خرابی کا سبب تو بعد میں بنے گا، پہلے تو وہ خود غدار اور خیانت کا مجرم ہو کر عذاب جہنم کا مستحق بن جائے گا، اب ہر وہ شخص جو کسی مجلس کی ممبری کے لئے کھڑا ہوتا ہے اگر اس کو کچھ آخرت کی بھی فکر ہے تو اس میدان میں آنے سے پہلے خود اپنا جائزہ لے لے اور یہ سب سمجھ لے کہ اس ممبری سے پہلے تو اس کی ذمہ داری صرف اپنی ذات اور اپنے اہل وعیال تک محدود تھی کیونکہ بنص حدیث ہر شخص اپنے اہل وعیال کا بھی ذمہ دار ہے اور اب کسی مجلس کی ممبری کے بعد جتنی خلق خدا کا تعلق اس مجلس سے وابستہ ہے، ان سب کی ذمہ داری کا بوجھ اس کی گردن پر آتا ہے اور وہ دنیا وآخرت میں اس ذمہ داری کا مسئول اور جواب دہ ہے۔

ووٹ اور ووٹر:

کسی امیدوار ممبری کو ووٹ دینے کی از روئے قرآن و حدیث چند حیثیتیں ہیں، ایک حیثیت شہادت کی ہے کہ ووٹر جس شخص کو اپنا ووٹ دے رہا ہے، اس کے متعلق اس کی شہادت دے رہا ہے کہ یہ شخص اس کام کی قابلیت بھی رکھتا ہے اور دیانت اور امانت بھی اور اگر واقع میں اس شخص کے اندر یہ صفات نہیں ہیں اور ووٹر یہ جانتے ہوئے اس کو ووٹ دیتا ہے تو وہ ایک جھوٹی شہادت ہے، جو سخت کبیرہ گناہ اور وبال دنیا وآخرت ہے۔

صحیح بخاری کی حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت کاذبہ کو شرک کے ساتھ کبائر میں شمار فرمایا ہے۔

(مشکوٰۃ)

اور ایک حدیث میں جھوٹی شہادت کو اکبر کبائر فرمایا ہے۔ (بخاری ومسلم)

جس حلقے میں چند امیدوار کھڑے ہوں اور ووٹر کو یہ معلوم ہے کہ قابلیت اور دیانت کے اعتبار سے فلاں آدمی قابل ترجیح ہے تو اس کو چھوڑ کر کسی دوسرے کو ووٹ دینا اس اکبر کبائر میں اپنے آپ کو مبتلا کرنا ہے۔

اب ووٹ دینے والا اپنی آخرت اور انجام کو دیکھ کر ووٹ دے، محض رسمی مروت یا کسی طمع وخوف کی وجہ سے اپنے آپ کو اس وبال میں مبتلا نہ کرے، دوسری حیثیت ووٹ کی شفاعت یعنی سفارش کی ہے کہ ووٹر اس کی نمائندگی کی سفارش کرتا ہے، اس سفارش کے بارے میں قرآن کریم کا یہ ارشاد ہر ووٹر کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔

جو شخص اچھی سفارش کرتا ہے اس میں اس کو بھی حصہ ملتا ہے اور بری سفارش کرتا ہے تو اس کی برائی میں اس کا بھی حصہ لگتا ہے۔

اچھی سفارش یہی ہے کہ قابل اور دیانت دار آدمی کی سفارش کرے جو خلق خدا کے حقوق صحیح طور پر ادا کرے اور بری سفارش یہ ہے کہ نااہل، نالائق، فاسق، ظالم کی سفارش کر کے اس کو خلق خدا پر مسلط کرے، اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے ووٹوں سے کامیاب ہونے والا امیدوار اپنے پنج سالہ دور میں جو نیک یا بد عمل کرے گا، ہم اس کے شریک سمجھے جائیں گے۔

ووٹر کی ایک تیسری حیثیت وکالت کی ہے کہ ووٹ دینے والا اس امیدوار کو اپنا نمائندہ اور وکیل بناتا ہے لیکن اگر یہ وکالت اس کے کسی شخصی حق کے متعلق ہوتی اور اس کا نفع نقصان صرف اس کی ذات کو پہنچتا اور اس کا یہ خود ذمہ دار ہوتا مگر یہاں ایسا نہیں کیونکہ یہ وکالت ایسے حقوق کے متعلق ہے جن میں اس کے ساتھ پوری قوم شریک ہے، اس لئے اگر کسی نااہل کو اپنی نمائندگی کے لئے ووٹ دیکر کامیاب بنایا تو پوری قوم کے حق کو پامال کرنے کا گناہ بھی اس کی گردن پر رہا۔

خلاصہ یہ ہے کہ ہمارا ووٹ تین حیثیتیں رکھتا ہے، ایک شہادت، دوسرے سفارش، تیسرے حقوق مشترکہ میں وکالت، تینوں حیثیتوں میں جس طرح نیک، صالح، قابل آدمی کو ووٹ دینا موجب ثواب عظیم ہے اور اس کے ثمرات اس کو ملنے والے ہیں، اسی طرح نااہل یا غیر متدین شخص کو ووٹ دینا جھوٹی

ووٹ کو پیسوں کے معاوضے میں دینا بدترین قسم کی رشوت ہے اور چند ٹکوں کی خاطر اسلام اور ملک سے بغاوت ہے، دوسروں کی دنیا سنوارنے کے لئے اپنا دین قربان کر دینا کتنے ہی مال و دولت کے بدلے میں ہو کوئی دانشمندی نہیں ہو سکتی

شہادت بھی ہے اور بری سفارش بھی اور ناجائز وکالت بھی اور اس کے تباہ کن ثمرات بھی اس کے نامہ اعمال میں لکھے جائیں گے۔

ضروری تنبیہ:

مذکورہ الصدر بیان میں جس طرح قرآن و سنت کی رو سے یہ واضح ہوا کہ نااہل، ظالم، فاسق اور غلط آدمی کو ووٹ دینا گناہ عظیم ہے، اسی طرح ایک اچھے نیک اور قابل آدمی کو ووٹ دینا ثواب عظیم ہے بلکہ ایک فریضہ شرعی ہے۔

قرآن کریم نے جیسے جھوٹی شہادت کو حرام قرار دیا ہے، اسی طرح سچی شہادت کو واجب و لازم بھی فرمایا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”کونوا قوامین للہ شھداء بالقسط۔“

اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

”کونوا قوامین بالقسط شھداء للہ۔“

ان دونوں آیات میں مسلمانوں پر فرض کیا ہے کہ سچی شہادت سے جان نہ چرائیں، اللہ کے لئے ادائیگی شہادت کے واسطے کھڑے ہو جائیں، تیسری جگہ سورۂ طلاق میں ارشاد ہے:

”اللہ کیلئے سچی شہادت کو قائم کرو۔“

ایک آیت میں یہ ارشاد فرمایا:

”سچی شہادت کا چھپانا حرام اور گناہ ہے۔“

ایک اور مقام پر فرمایا:

”شہادت کو نہ چھپاؤ اور جو چھپائے گا، اس کا دل گناہ گار ہے۔“

ان تمام آیات نے مسلمانوں پر یہ فریضہ عائد کر دیا ہے کہ سچی گواہی سے جان نہ چرائیں، ضرور ادا کریں، آج جو خرابیاں انتخابات میں پیش آرہی ہیں،

سچی شہادت کا چھپانا ازروئے قرآن حرام ہے، اس لئے آپ کے حلقہ انتخاب میں اگر کوئی صحیح نظریہ کا حامل اور دیانت دار نمائندہ کھڑا ہے تو اس کو ووٹ دینے میں کوتاہی کرنا گناہ کبیرہ ہے۔

ان کی بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ نیک صالح حضرات عموماً ووٹ دینے ہی سے گریز کرنے لگے، جس کا لازمی نتیجہ وہ ہوا جو مشاہدہ میں آرہا ہے کہ ووٹ عموماً ان لوگوں کے آتے ہیں، جو چند ٹکوں میں خرید لئے جاتے ہیں اور ان لوگوں کے ووٹوں سے جو نمائندے پوری قوم پر مسلط ہوتے ہیں وہ ظاہر ہے کہ کس قماش اور کس کردار کے لوگ ہوں گے؟ اس لئے جس حلقہ میں کوئی بھی امیدوار قابل اور نیک معلوم ہوا سے ووٹ دینے سے گریز کرنا بھی شرعی حرام اور پوری قوم وملت پر ظلم کے مترادف ہے اور اگر کسی حلقہ میں کوئی بھی امیدوار صحیح معنی میں قابل اور دیانت دار نہ ہو مگر ان میں کوئی ایک صلاحیت کار اور خدا ترسی کے اصول پر دوسروں کی نسبت سے غنیمت ہو تو تقلیل شر اور تقلیل ظلم کی نیت سے اس کو بھی ووٹ دے دینا جائز بلکہ مستحسن ہے جیسا کہ نجاست کے پورے ازالہ پر قدرت نہ ہونے کی صورت میں تقلیل نجاست کو اور پورے ظلم کو دفع نہ کرنے کا اختیار نہ ہونے کی صورت میں تقلیل ظلم کو فقہاء رحمہم اللہ نے تجویز فرمایا ہے۔

مختصر یہ کہ انتخابات میں ووٹ کی شرعی حیثیت کم از کم ایک شہادت کی ہے، جس کا چھپانا بھی حرام ہے اور اس میں جھوٹ بولنا بھی حرام اس پر کوئی معاوضہ لینا بھی حرام، اس میں محض ایک سیاسی ہار جیت اور دنیا کا کھیل سمجھنا بڑی بھاری غلطی ہے، آپ جس امیدوار

کو ووٹ دیتے ہیں شرعاً آپ اس کی گواہی دیتے ہیں کہ یہ شخص اپنے نظریے اور علم و عمل اور دیانت داری کی رو سے اس کام کا اہل اور دوسرے امیدواروں سے بہتر ہے جس کام کے لئے یہ انتخابات ہو رہے ہیں، اس حقیقت کو سامنے رکھیں تو اس سے مندرجہ ذیل نتائج برآمد ہوتے ہیں۔

۱:...... آپ کے ووٹ اور شہادت کے ذریعے جو نمائندہ کسی اسمبلی میں پہنچے گا وہ اس سلسلہ میں جتنے اچھے یا برے اقدامات کرے گا ان کی ذمہ داری آپ پر عائد ہوگی، آپ بھی اس کے ثواب یا عذاب میں برابر کے شریک ہوں گے۔

۲:...... اس معاملہ میں یہ بات خاص طور پر یاد رکھنے کی ہے کہ شخصی معاملات میں کوئی غلطی بھی ہو جائے تو اس کا اثر بھی شخصی اور محدود ہوتا ہے ثواب بھی عذاب بھی محدود، قومی اور ملکی معاملات سے پوری قوم متاثر ہوتی ہے، اس کا ادنیٰ نقصان بھی بعض اوقات پوری قوم کی تباہی کا سبب بن جاتا ہے، اس لئے اس کا ثواب و عذاب بھی بہت بڑا ہے۔

۳:...... سچی شہادت کا چھپانا از روئے قرآن حرام ہے، اس لئے آپ کے حلقہ انتخاب میں اگر کوئی صحیح نظریہ کا حامل اور دیانت دار نمائندہ کھڑا ہے تو اس کو ووٹ دینے میں کوتاہی کرنا گناہ کبیرہ ہے۔

۴:...... جو امیدوار نظریہ اسلامی کے خلاف کوئی نظریہ رکھتا ہے، اس کو ووٹ دینا ایک جھوٹی شہادت ہے جو گناہ کبیرہ ہے۔

۵:...... ووٹ کو پیسوں کے معاوضے میں دینا بدترین قسم کی رشوت ہے اور چند ٹکوں کی خاطر اسلام اور ملک سے بغاوت ہے، دوسروں کی دنیا سنوارنے کے لئے اپنا دین قربان کر دینا کتنے ہی مال و دولت کے بدلے میں ہو کوئی دانشمندی نہیں ہو سکتی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص سب سے زیادہ خسارے میں ہے جو دوسرے کی دنیا کے لئے اپنا دین کھو بیٹھے۔

☆☆............☆☆

امیر المومنین حضرت عمر بن الخطابؓ کی

حکمرانی کا دلکش انداز

ڈاکٹر زاہد اشرف

حضرت عمرؓ انتہائی اضطراب کے عالم میں مدینہ منورہ کے مشرقی دروازے کے باہر ٹہل رہے تھے' ان کی آنکھیں سوئے عراق لگی ہوئی تھیں اور چہرے پر تفکر کی ایک لہری دوڑ گئی تھی' ان دنوں ایک بڑا ہی اہم معرکہ بپا ہوا تھا' قادسیہ کے میدان میں اسلام کے سپاہی اور فارس کی افواج کا انبوہ کثیر' ایک دوسرے سے برسرپیکار تھے' جنگ شروع ہوئے بہت دن بیت چلے تھے اور اب انجام کی خبر کسی بھی لمحے آیا چاہتی تھی' امیر المومنین حضرت عمرؓ چند روز سے متواتر صبح کے وقت حدود مدینہ سے باہر نکل کر عراق کے راستے آنے والے قاصد کا انتظار کیا کرتے' ان کی بے قراری ہر روز بڑھ ہی جاتی' محاذ جنگ کی خبر تو اب آ ہی جانا چاہئے تھی۔

ایک روز آپؓ انتظار کی گھڑیاں یونہی گن رہے تھے کہ دور گرد و غبار اٹھتا دکھائی دیا' اضطراب کچھ اور بڑھا' دل کی دھڑکنیں اور تیز ہوئیں' چند ساعتوں کے بعد اس گرد و غبار سے ایک سوار کا ہیولیٰ برآمد ہوا۔ اس کا اونٹ اسے لئے ہوئے حدود مدینہ تک پہنچنے ہی والا تھا' جونہی وہ حضرت عمرؓ کے قریب پہنچا آپ اس کی طرف لپکے اور گرد و غبار سے اٹے ہوئے سوار سے پوچھا:

بھائی! کہاں سے آ رہے ہو؟

اس نے اونٹ روکے بغیر جواب دیا: قادسیہ سے۔

دل کی دھڑکنیں' یہ سنتے ہی بے تاب سی ہونے لگیں۔ حضرت عمرؓ جیسی آہنی شخصیت کا مالک عظیم حکمران اپنے اضطراب کو نہ چھپا سکا' اسے روکے بغیر آپؓ نے سوال کیا: وہاں کی کوئی خبر؟

قاصد امیر المومنین سے شناسا نہ تھا' اسے کیا خبر تھی کہ اسلامی سلطنت کا یہ جلیل القدر حکمران جنگ قادسیہ کی خبر کے انتظار میں یوں مضطرب و بے تاب ہوگا۔ چنانچہ اونٹ پر سوار رہتے ہوئے جواب دیتا ہے:

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد کی' فارسیوں کو شکست فاش ہوگئی ہے۔

یہ کہتے ہی اس نے اونٹ کی رفتار اور تیز کر دی۔

اللہ' اللہ! ذرا اس منظر کا تصور تو کیجئے کہ قاصد اپنے اونٹ کو تیز رفتاری سے بھگائے چلا جا رہا ہے اور خلیفہ وقت پیوند لگے کپڑے پہنے' برہنہ پا اس کے ساتھ ساتھ دوڑے جا رہا ہے' وہ خلیفہ وقت جسے تاریخ انسانیت میں مثالی حکمران قرار دیا جاتا ہے' جس کے طرز حکمرانی کو ہر دور کے لئے مشعل راہ تسلیم کیا جاتا ہے' یہ عظیم حکمران کفر و اسلام کے ایک اہم معرکے کے احوال جاننے کے لئے اپنی رعایا کے ایک فرد کا سا روپ دھار لیتا ہے' گو کہ اس کا اضطراب اور بے تابی اسلامی سلطنت کے ہر باشندے سے ماسوا ہے' اس لئے کہ اس سلطنت کے جملہ امور و معاملات کی خبر گیری اور نگہبانی اس کے فرائض منصبی کا اولین تقاضا ہے۔

لیکن ان فرائض کی بجا آوری میں حضرت عمرؓ اپنے منصب اور اختیار کا رعب نہیں جماتے' وہ پیادہ پا اونٹ سوار کے ساتھ بھاگے چلے جاتے ہیں اور اس سے فتح و کامرانی کی تفصیلات دریافت کر رہے ہیں' اپنی شناخت کروائے بغیر' اپنے منصب کا تذکرہ کئے بغیر اور اپنے اختیار کا رعب جمائے بغیر تا آنکہ مدینہ منورہ کی سڑکوں پر ایک اونٹ سوار کے پہلو بہ پہلو بھاگتے دیکھ کر لوگ انہیں امیر المومنین کہہ کر پکارنے لگتے ہیں تو قاصد کے ہوش اڑ جاتے ہیں' اسے کیا خبر تھی کہ امیر المومنین اس روپ میں اس کے سامنے آجائیں گے' وہ تو کانپ اٹھتا ہے' نہ جانے اب اس سے کیا سلوک روا رکھا جائے گا؟ جن لوگوں نے روم فارس کے آداب شہنشاہی دیکھے ہوں گے' ان کی تو روح بھی ایسے مواقع پر لرز جایا کرتی ہوگی' پھر قاصد کیوں پریشان نہ ہوتا۔ اس نے لاعلمی میں سرزد ہونے والی اس گستاخی پر انتہائی لجاجت سے معافی طلب کی' اس نے اونٹ سے بھی اتر جانا چاہا تو آپ نے اسے روک دیا اور دلاسہ دیتے ہوئے کہا: "بھائی کوئی بات نہیں! تم اپنی گفتگو جاری رکھو۔ اور پھر اسی حالت میں معرکے کی تفصیلات سنتے سنتے قاصد کے گھر تک جا پہنچے۔

حکمرانی کا یہ انداز کتنا ہی دلکش ہے' نہ باادب و باملاحظہ کی صدائیں' نہ منصب کا رعب اور نہ اختیار کی جولانی' جنگ قادسیہ میں شاندار کامیابی کی اس خبر کے بعد مسجد نبویؐ میں لوگوں کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے حضرت عمرؓ نے اسی انداز حکمرانی کو یوں بیان کیا:

"میں تمہارا بادشاہ نہیں' خادم ہوں' خلافت کا جو بوجھ میرے کندھوں پر آ پڑا ہے' اگر میں اسے اس طرح اٹھاؤں کہ تم لوگ امن و اطمینان کی زندگی سے بہرہ یاب ہو سکو تو اس کو اپنی خوش بختی کا سامان سمجھوں گا اور اگر میں چاہوں کہ تم لوگ میرے حضور حاضر باش رہو تو یہ میری بدنصیبی ہوگی میں تمہیں تعلیم دینا چاہتا ہوں مگر قول سے نہیں عمل سے۔"

آج دنیا پھر سے اسی انداز حکمرانی کی متلاشی ہے۔

استغنا کی نرالی شان

قاضی بکارؒ بن قتیبہ مصر کے مشہور محدث اور فقیہ گزرے ہیں، ان کے زمانے میں احمد بن طولون مصر کے حکمران تھے اور وہ قاضی بکارؒ کی بڑی قدر و منزلت کیا کرتے تھے اور امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ ابن طولونؒ قاضی بکارؒ سے درس حدیث لینے کے لئے خود ان کی مجلس میں پہنچ جاتے تھے ان کا دربان پہلے مجلس کے قریب پہنچ کر لوگوں سے کہہ دیتا کہ کوئی شخص اپنی جگہ سے نہ اٹھے، اس کے بعد ابن طولون چپکے سے آکر بیٹھ جاتے اور عام طلباء کی صف میں بیٹھ کر حدیث کا درس لیتے تھے، ایک زمانہ تک ابن طولون اور قاضی بکارؒ کے تعلقات بہت خوشگوار رہے اور اس عرصہ میں احمد بن طولون قاضی صاحب کی تنخواہ کے علاوہ ان کی خدمت میں سالانہ ایک ہزار دینار بطور ہدیہ پیش کیا کرتے تھے۔

اتفاق سے ایک سیاسی مسئلہ میں قاضی صاحب اور احمد بن طولون کا اختلاف ہوگیا، ابن طولون چاہتے تھے کہ وہ اپنے ولی عہد کو معزول کر کے کسی اور کو ولی عہد بنائیں اور قاضی صاحب سے اس کی تصدیق کرائیں، قاضی صاحب اسے درست نہ سمجھتے تھے اس لئے انہوں نے انکار کر دیا اس کی وجہ سے تعلقات کشیدہ ہوگئے، اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ ابن طولون نے قاضی صاحب کو قید کر دیا اور یہ پیغام ان کے پاس بھیجا کہ جتنے دینار آپ کو بطور ہدیہ دیئے گئے ہیں وہ سب واپس کیجئے۔

سالانہ ایک ہزار دینار دینے کا سلسلہ اٹھارہ سال سے جاری تھا، اس لئے مطالبہ کا مطلب یہ تھا کہ ۱۸ ہزار دینار فوراً واپس کئے جائیں، ابن طولون سمجھتے تھے کہ یہ مطالبہ قاضی صاحب کو زچ کر دے گا، لیکن جب پیغام ان کے پاس پہنچا تو قاضی صاحب کسی تردد کے بغیر اندر تشریف لے گئے اور گھر سے اٹھارہ تھیلیاں نکال لائے جن میں سے ہر ایک میں ایک ایک ہزار دینار تھے، یہ تھیلیاں ابن طولون کے پاس پہنچیں تو اس نے دیکھا کہ یہ بعینہٖ وہی تھیلیاں تھیں جو قاضی صاحب کے پاس بھیجی گئی تھیں اور ان کی مہریں تک نہیں ٹوٹی تھیں، ابن طولون یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ قاضی بکارؒ نے ان میں سے ایک تھیلی بھی نہیں کھولی تھی، بلکہ اسے، جوں کا توں محفوظ رکھ لیا تھا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ قاضی بکارؒ نے اسی خیال سے انہیں استعمال نہیں کیا تھا کہ امیر سے بلاشبہ اس وقت تعلقات اچھے ہیں لیکن کبھی اختلاف پیدا ہوا تو انہیں جوں کا توں لوٹایا جا سکے گا۔

ابن طولون قاضی بکارؒ کی یہ بلندئ کردار، ذہانت و حکمت اور استغناء کی نرالی شان دیکھ کر شرم سے عرق عرق ہوگیا۔

ازدواجی بندھن

اُم سلمان فارسی

زوجیت ایک ایسا طبعی اور حیاتیاتی قانون ہے جس پر کائنات کی حیوانی زندگی کا پورا نظام قائم ہے، اور اشرف المخلوقات انسان کے درمیان ایک طبعی اور معاشرتی رشتہ ہے اور نوع کی حیثیت سے انسان کا وجود اور اس کی بقا اسی نظام پر موقوف ہے، فرد کے طور پر تو انسان اس رشتے کے بغیر زندہ رہ سکتا ہے لیکن خود اس کا اپنا وجود اسی تعلق کی پیداوار ہے اور اس کے بغیر اس کے سلسلۂ نسل کا باقی رہنا بھی ممکن نہیں، اس لئے انسان اپنی نسل کی بقاء، طبعی، معاشرتی احتیاج اور بقائے نوع کی ضرورتوں پر یہ رشتہ قائم رکھنے کے لئے مجبور ہے اور اسی رشتہ پر خاندان کی وہ بنیاد قائم ہوتی ہے جو وسیع تر معاشرتی اور تمدنی زندگی کا آغاز اور بنیادی اکائی ہے۔

معاشرتی زندگی کی بنیادی اکائی کی حیثیت سے اسلام میں خاندان کی بہت اہمیت ہے جو ایک مرد اور عورت کی مستقل رفاقت کے معاہدہ کی بنیاد پر تشکیل پاتا ہے، اسی لئے اسلام نے اس اہم رفاقت اور اتحاد کے لئے بڑے جامع اور مکمل اصول مقرر کئے ہیں جن پر عمل پیرا ہونا حسن معاشرت کے لئے نہایت ضروری ہے، معاشرتی زندگی کے اس شعبے کو عائلی زندگی کا نام دیا گیا ہے اور اس عائلی نظام کی درستگی اور تنظیم کے لئے اصول وقوانین اور حقوق وفرائض کا تعین کیا گیا۔

گھریلو اور معاشرتی زندگی اسی وقت خوشگوار اور پُرسکون رہ سکتی ہے جب مرد اور عورت اپنے حقوق وفرائض کو پہچان لیں، اپنی ذمہ داریوں کا احساس و شعور پیدا کریں، ان کو انجام دینے میں پورے خلوص اور مستعدی کا مظاہرہ کریں، جس سے ماحول پُر اثر، پُرسکون اور خوشگوار ہوگا اور ایک قوم کو بہتر اور مفید افراد میسر آئیں گے، اگر معاملہ اس کے برعکس ہوگا یعنی فرائض کی انجام دہی میں کوتاہی برتی یا ذمہ داریوں سے احسن طریق پر عہدہ برآ نہ ہوئے تو خاندان جس خوشگوار تاثر کو پیدا کرتا ہے وہ انتشار اور فساد کا شکار ہو جائے گا۔

اسلام اس معاشرتی وطبعی ضرورت کی انجام دہی کو نکاح کی بنیاد پر قائم کرتا ہے جو اسلامی تعلیمات کے مطابق ایک اعلیٰ ترین اور مقدس سماجی رشتہ ہے اور ایک پاکیزہ واخلاقی تعلق بھی، نکاح انسان کی باہمی محبت والفت کا فطری رابطہ ہے جس کے بغیر انسانی معاشرت طمانیت حاصل نہیں کر سکتی، اس مقدس رشتہ سے اتفاق ویکجہتی، تعاون ورفاقت اور بابرکت معاہدہ کا سبق ملتا ہے، ان مقاصد کو مدنظر رکھتے ہوئے اسلام نے نکاح پر زور دیا اور اس کو انبیاء علیہم السلام کی سنت قرار دیا، تمام انبیاء علیہم السلام نے اس مقدس رشتہ پر عمل کیا۔ (سوائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے)۔

اسلام نکاح کی ترغیب دیتا ہے، احسن طریق پر انجام دہی کو انسانیت کے حق میں رحمت ونعمت قرار دیتا ہے اور انبیاء کی اس سنت کو قرآن مجید فرقان حمید اس طرح بیان کرتا ہے جس کا مفہوم ہے۔

"اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ﷺ سے پہلے بھی ہم نے رسول بھیجے اور ان کو آل اولاد والا بنایا تھا۔" (الرعد:۳۸)

اس آیت مبارکہ کی روشنی میں یہ بات واضح ہوئی کہ اسلام غیر معاشرتی اور رہبانیت کی غیر فطری زندگی کو پسند نہیں کرتا، اس کی مذمت کی گئی ہے اور اسلام کے نزدیک اکیلا پن اور رہبانیت ناپسندیدہ اور غلط فعل ہے جو ذمہ داریوں سے کوتاہی اور اجتناب سکھاتا ہے، محسن انسانیت رحمت للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لا رھبانیۃ فی الاسلام"

ترجمہ: "اسلام میں رہبانیت نہیں ہے۔"

اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے کٹ کر زندگی بسر کرنے کے مقابلے میں ساتھ رہنے کو بہتر قرار دیا اور دنیا دار آدمی جو اپنی گھریلو مصروفیات میں گم ہو کر تھوڑی عبادت کرتا ہے، اس کو ایک غیر شادی شدہ اور راہب کی مسلسل اور سالہا سال کی عبادت سے بہتر گردانا ہے۔

اگر غیر معاشرتی زندگی کا مشاہدہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ بنی نوع انسان کی آفرینش کے مقاصد کے عین خلاف ہے، اگر ہر فرد غیر شادی شدہ ہو کر زندگی گزارنے لگے تو نسل انسانی بمشکل ایک صدی تک بھی قائم نہ رہے گی اور دنیا تمام ہو جائے گی، چنانچہ بقائے نوع انسانی اور تحفظ آدمیت کے لئے اسلام نے نکاح کو لازم قرار دیا ہے، نکاح کے بغیر پیدائش تو ممکن ہے مگر بقاء نشوونما، تحفظ ومحبت کا وہ مقصد مفقود ہو جائے گا اور نکاح سے جس خاندان کی بنیاد پڑتی ہے کہ باپ اپنے بچوں کے لئے محنت و مشقت کی مصیبتیں جھیلتا ہے اور ان کی ضروریات و

آسائشوں کو پیش نظر رکھتا ہے اور ماں اپنے بچوں کے لئے دن رات کا چین وسکون برباد کر کے بچوں کو بہتر سے بہتر تربیت دیتی ہے اور اپنے شوہر کے گھر کی سلامتی کی ضامن ہوتی ہے، بچے اپنے ماں باپ کے حقوق کی ادائیگی کے لئے برسرِ پیکار ہوتے ہیں، اس قسم کی مشفقانہ اور ہمدردانہ فضا قائم رہتی ہے پائیدار رفاقت اور اخوت ومحبت کا دور دورہ رہتا ہے۔ یہ پُرخلوص فضا مجرد اور بغیر نکاح کی آفرینش میں ناپید نظر آتی ہے اور برائیاں فساد اور انتشار برپا رہتا ہے، خود غرضی اور عدم تحفظ کا اندھیرا پھیلا رہتا ہے۔

ان ہی برائیوں کے پیش نظر آخری کتاب قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اگر وہ غریب ہوں گے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں خوشحال کر دے گا اور اللہ بڑی وسعت والا ہے اور سب کچھ جاننے والا ہے۔" (النور:۳۲)

اس آیت مبارکہ کی رو سے بھی نکاح کی یا رشتہ ازدواج کے باقاعدہ معاہدہ کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا اور اگر کوئی شخص غربت وافلاس کے باعث اس نعمت سے محروم ہو تو اس کو اس بارے میں فکر کرنے کی ضرورت نہیں وہ اپنے ایمان اور حیاء کی سلامتی کے لئے نکاح کرے اور اس کے بڑھتے ہوئے اخراجات وہ خود (اللہ تعالیٰ) پورے کرے گا اس کے رزق میں برکت دے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نیتوں کا حال جانتا ہے کہ فرد نے یہ فرض ان برائیوں اور فساد سے بچنے کے لئے ادا کیا ہے جو رشتہ ازدواج قائم نہ ہونے کی صورت میں پروان چڑھتیں۔

اسی لئے اسلام کا حکم ہے کہ اپنے غلاموں اور باندیوں کو رشتہ ازدواج میں منسلک کر دو تاکہ وہ بھی انتشار اور برائی سے بچ سکیں، کیونکہ نکاح ہی انسان اور حیوان کے درمیان خط امتیاز کھینچتا ہے اور انسان کی عفت وعصمت کا محافظ ہے، یہ ایک ایسا مضبوط آہنی قلعہ ہے جو ہر طرح کی بدکرداری اور آوارگی کے حملوں سے قطعی متاثر نہیں ہوتا، اور ان تمام قوتوں کو باطل کر دیتا ہے، فرد کو گھر میں تحفظ وہمدردی دلواتا ہے جس سے انسان میں غیرت عظمت، حمیت اور شرم وحیاء پیدا ہوتی ہے جو انسان کی اخلاقی جرأت وقوت کو نکھار دیتی ہے کیونکہ اسلام کی رو سے ایک مومن کا زیور شرم وحیاء، پاکیزگی اور پاکدامنی ہے۔

اسی پاکدامنی اور پاکیزگی کے تحت اللہ تعالیٰ نے مومن مردوں کو اہل کتاب عورتوں سے بھی نکاح کی اجازت دی ہے، لیکن اس وضاحت کے ساتھ کہ:

"پاک دامن مومن عورتیں اور پاک دامن اہل کتاب عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں بشرطیکہ تم ان کے مہر کے محافظ بنو (مہر ادا کرو) نہ یہ کہ از راہ شہوت رانی کرنے لگو اور چوری چھپے آشنائیاں کرو۔" (المائدہ:۵)

آیت مبارکہ کی رو سے بعض ناگزیر حالات کی بنا پر پاکدامن مومن عورتوں کے بعد اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح جائز قرار دیا ہے، ورنہ پسندیدہ نکاح مومن اور صالح عورتوں سے ہے۔

اسلام بشریت، فطرت اور نفسیاتی تقاضوں کے عین مطابق دین ہے، اسی لئے اس نے انسانی فطرت کی کوئی بھی ایسی کڑی نہ چھوڑی جس پر بحث نہ کی ہو، یا روشنی نہ ڈالی ہو، چنانچہ انسانی نفسیاتی فطرت کے عین مطابق اسلام ان کو ان کی پسندیدہ عورتوں سے نکاح کرنے کی آزادی دیتا ہے، رفیق حیات کی آزادی صرف مردوں ہی کو عطا نہیں کی گئی بلکہ عورتیں بھی اپنے پسندیدہ مردوں سے نکاح کرنے میں آزاد ہیں مگر ان کی مصلحت کی بنا پر ان کو اہل کتاب مردوں سے نکاح کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔

انتخاب کی آزادی محض صورت شکل اور مال ودولت کی بنا پر نہیں ہے بلکہ بنیادی شرط پاکدامنی، عفت وعصمت ہے، سورۂ نور میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

"خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لئے ہیں اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لئے، پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لئے ہیں اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لئے۔" (سورۂ نور:۲۶)

پاکیزگی وطہارت کو معاشرے میں پھیلانے اور انسان کی فطرت کو پاک وصاف رکھنے کے لئے قرآن کی رو سے بدکار عورتوں کے ساتھ نکاح کی شدید ممانعت فرمائی گئی ہے۔

نکاح اور رشتہ ازدواج کا مسئلہ اسلام کے نزدیک نہایت اہم ہے، اس کو اللہ تعالیٰ نے جابجا قرآن مجید میں واضح کیا، اس کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی ذات مبارک سے اس مسئلے کو حل کیا۔

اسلام نے رشتہ ازدواج کو مضبوط کرنے کے لئے نکاح جیسے مقدس معاہدہ کو پیش کیا، اس کے برعکس ناجائز جنسی تعلقات کو نہ صرف ناپسندیدہ اور بدترین فعل اور گناہ قرار دیا بلکہ اس گناہ میں ملوث ہونے والے افراد کو سنگسار کرنے کا حکم دیا جو قتل کے جرم سے بھی زیادہ کڑی سزا ہے، یعنی یہ اتنا بڑا اخلاقی معاشرتی اور سماجی گناہ ہے جس کو زنا اور بدکاری سے تعبیر کیا اور اس کا گناہ تمام گناہوں سے زیادہ شدید ہے جن سے بچنے کا واحد حل صرف اور صرف نکاح ہے۔

نکاح سے رشتہ ازدواج قائم ہونے کے بعد شوہر اور بیوی میں جن حقوق وفرائض کا تبادلہ ہوتا ہے اس کو قرآن مجید کی سورۂ بقرہ میں اس طرح بیان کیا گیا ہے:

"عورتیں تمہارے لئے لباس ہیں
اورتم عورتوں کے لئے لباس ہو۔"
(البقرہ:۱۸۷)

اگر ایک طرف بیوی کو اپنی حفاظت کرنے اور شوہر کی خوشنودی کے لئے وقف ہوجانے اور گھر کا انتظام چلانے کی ہدایت ہے تو دوسری طرف شوہر پر خاندانی وحدت اوراخوت وہمدردی سے پیش آنے کی ذمہ داریاں ڈالی گئی ہیں، اپنے اہل وعیال کی دنیوی ضرورتوں اوراخروی فلاح وبہبود کا خیال رکھنے کا حکم ہےاور دونوں کواللہ کے سامنے اپنے حقوق وفرائض کی ادائیگی کے سلسلے میں جوابدہ ٹھہرایا گیا ہے اور جس طرح انسان کے لئے لباس لازم وملزوم ہے اور انسان کی عزت وزینت کا باعث ہے، اسی طرح زوجین کوبھی ایک دوسرے کے لئے لازم وملزوم اور عزت وزینت کا باعث قرار دیا گیا۔

عفت وعصمت کی اسی حفاظت کے تحت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کی تاکید فرمائی:

"جو نوجوان بھی نکاح کرسکتا وہ ضرور نکاح کرے کیونکہ نکاح نگاہ کو بدنظری سے بچانے اورآدمی کی عفت کوقائم رکھنے کا ذریعہ ہے۔"

رشتہ ازدواج کی اسی اہمیت کے پیش نظر ایک اورجگہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اس شخص کی مدد اللہ کے ذمہ ہے جو پاکدامن رہنے کے لئے نکاح کرتا ہے۔"

رشتہ ازدواج قائم کرنے کے لئے نکاح ضروری ہے۔(اسلام اوردوسرے مذاہب کی رُو سے بھی)اس معاہدہ وعقد نکاح کے دوجزو ہیں:

۱:.....طرفین کاایجاب وقبول۔
۲:.....گواہی۔

نکاح کے ذریعہ رشتہ ازدواج کوقائم کرنے کے لئے چند شرائط مقرر کی گئی ہیں، ان میں مہر کی شرط کو اولیت وفوقیت دی گئی ہے اور مہر کوعورت کا سب سے پہلاازدواجی حق قرار دیا گیا ہے لیکن شرط مہر کا ذکر نکاح کے وقت نہ ہواہو تو نکاح ہوجاتا ہے اور یہ شرط خودبخود لازم ہوجاتی ہے، ایسی صورت میں حیثیتوں کے مطابق مہر مثل واجب ہوجاتا ہے، اس کی ادائیگی نہایت ضروری ہوتی ہے کیونکہ قرآن مجید کا ارشاد ہے کہ:

"عورتوں کے مہر خوشی خوشی ادا کرو۔" (النساء:۴)

قرآن حکیم نے شرائط مہر اور اس کی ادائیگی کے طریقے، باہمی تعلقات، ایک دوسرے کے حقوق کا خیال، غرضیکہ عائلی زندگی سے متعلق تمام احکام وفرائض کو بڑی خوبی اور وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے، عورتوں کوتمام حقوق اور عزت وعظمت دلوائی جو دنیا میں کسی بھی معاشرے میں نہیں پائی جاتی، یہاں تک کہ عرب اور رومی و یونانی معاشرے بھی عورت کی عزت کے مفہوم سے ناآشنا تھے، صرف اسلام نے ان کوعزت دی اور مردوں کو ان کا محافظ اور ذمہ دار قرار دیا اور ان کے حقوق میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کرنے کا حکم دیا ہے، خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"ایک سچا مومن وہ ہے جس کا خلق اچھا ہو اور اپنے اہل وعیال پر مہربان ہو۔"

اسلام نے فلسفۂ نکاح اور رشتہ ازدواج کے ذریعے عورتوں کو یہاں تک عزت دی کہ ان کے بیوہ ہوجانے کے بعد ان کے ساتھ معاشرہ جو سلوک کرتا تھا اس کی بہ نسبت وہ ستی ہوجانا (جل کر مرنا) پسند کرتی تھیں، ان کے ساتھ نکاح کرنے کا حکم دیا کہ: "بیوہ عورتوں سے نکاح کرلیا کرو۔"

خود اس سلسلے میں آپ ﷺ کی ذات ایک روشن مثال بن کر سامنے آتی ہے۔

اسلام نے رشتۂ ازدواج کو ایک مضبوط اور مقدس بندھن قرار دیا ہے، بعض ناگزیر وجوہات کی بناپر رشتۂ ازدواج کواگر توڑنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے تو اس کی تفصیل بتائی گئی ہے اور طلاق کی صورت میں اگر مردکوعلیحدہ ہونے کا حق دیا گیا ہے تو خلع کی صورت میں عورتوں کوبھی حق دیا ہے کہ وہ اگر نہ رہنا چاہیں یا نکاح باقی نہ رکھنا چاہیں تو وہ بھی اپنے ناپسندیدہ مردوں سے علیحدہ ہوسکتی ہیں، مگر اس (طلاق) کو تمام حلال چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ قرار دیا ہے۔ غرضیکہ طلاق، خُلع، عدت، مہر اور دوبارہ نکاح کے کیا احکامات ہیں، سب کی تفصیل قرآن شریف اوراحادیث مبارکہ کی روشنی میں ملتی ہے۔

اسلام کا ضابطہ ایک مکمل اور عالمگیر ضابطہ ہے، اسی لئے اسلام نے اخوت ومساوات کو پھیلانے کے لئے رشتہ ازدواج کو اہمیت دی ہے اور اس کو بنیادی شرائط قرار دیا کہ کسی باضابطہ رشتے کے تحت جو قانون الٰہی کے مطابق ہو زندگی بسر کی جائے، غیرفطری اور غیراسلامی فعل اور زنا کے گناہ سے بچ کر ایسی زندگی بسر کی جائے جو مقدس اور مضبوط ہو اور ہوا کے ایک جھونکے سے آشیانہ نہ ٹوٹ جائے اس رشتہ کا مقصد معاشرے کو پاکیزہ اور صالح افراد کا بہم پہنچانا ہے جو آپس میں محبت والفت کا مظاہرہ پیش کریں اور خود غرضی، فریب ومکاری جیسے قبیح فعل سے بچیں۔

اسی لئے اس رشتہ کواسلام نے محبت والفت کی گہری جڑ قرار دیا اور اس کو معاشرتی اور عمرانی رشتہ بتایا، اس کی ادائیگی پر پسندیدگی کا اظہار فرمایا اور سب سے زیادہ جو بحث کی ہے اس رشتے پر کی تاکہ امت محمدیؐ رہبانیت جیسے غیرفطری فعل سے بچ سکے اور اپنے ایمان کی سلامتی کے ساتھ خدا کے حضور پیش ہو۔

☆☆..........☆☆

محمد اظہر شیخ

مذاہب عالم میں
بنت حوا کا مقام

اسلام مکمل طور پر دین مساوات ہے۔ اسلام اس تعفن زدہ معاشرہ کو گوارا نہیں کرتا جس میں مرد اور عورت دونوں میں سے کوئی بھی اپنے کو کمتر خیال کرے اور ایک دوسرے کی نقل کرنے کی کوشش کرے۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کی نقل کرنے والے مردوں پر اور مردوں کی نقل کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔"

آئیڈیل معاشرہ:

اسلام ان لوگوں سے سخت نالاں و گریزاں ہے' جو عورت کو مردوں سے کم احترام کا مستحق گردانتے ہیں' اس کا کہنا ہے کہ عورت مرد سے فروتر نہیں بلکہ بعض صورتوں میں اس سے زیادہ لائق احترام ہے۔ چنانچہ آب زر سے لکھنے کے لائق ہے' یہ حدیث:

"ایک شخص رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آیا اور اس نے کہا: اے خدا کے رسول لوگوں میں کون ہے جو سب سے زیادہ میرے حسن سلوک کا مستحق ہے؟ آپ نے فرمایا: تمہاری ماں' اس نے کہا کہ پھر کون؟ آپ نے فرمایا: تمہاری ماں' اس شخص نے پھر کہا کہ پھر کون؟ آپ نے فرمایا کہ تمہاری ماں' اس شخص نے پھر سوال کیا کہ یا رسول پھر کون؟ تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا باپ۔"

چمنستان عالم میں اسلام وہ واحد مذہب ہے' جس نے عورت کو گوہر مکنون قرار دے کر ماں کی صورت میں سب سے زیادہ لائق احترام بنایا ہے' جو شخص ماں کی شکل میں ایک عورت کو سب سے محترم سمجھے گا' وہ یقینی طور پر دوسری خواتین کے ساتھ بھی اسی احترام کا معاملہ کرے گا' جس کے نتیجہ میں ایک ایسا معاشرہ وجود میں آجائے گا' جس میں سب سے بڑا مرتبہ ایک خاتون کو حاصل ہوگا۔ یہ ہے وہ آئیڈیل معاشرہ جس کا اسلام داعی ہے۔

عورت اسلام کی آغوش میں:

اسلام عورت کو مرد کے بالکل مساوی طور پر ترقی کے مواقع اور امکانات عنایت کرتا ہے' چنانچہ وہ جب بھی مردوں کو دنیوی و اخروی فلاح و بہبود کی جانب بلاتا ہے' اس کی داد و دہش کا رخ عورت کی جانب بھی اسی درجہ میں متوجہ رہتا ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

"جو شخص نیک عمل کرے" مرد ہو یا عورت" لیکن باایمان ہو تو ہم اسے یقیناً بہتر زندگی عطا فرمائیں گے۔"

(سورۃ نحل:۹۷)

عورت کی آزادی:

اسلام نے عورت کی آزادی اظہار رائے کے حق کو کس طرح اپنے جلو تحفظ میں سمیٹا ہے' اس کا صحیح قدر انداز ہ کرنے کے لئے ہم اسلامی معاشرہ کی ایک جھلک ہدیہ ناظرین کر رہے ہیں:

"ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے اور دوران خطبہ میں ارشاد فرمایا: اے لوگو! عورتوں کا زیادہ مہر نہ باندھو' یہ سن کر ایک عورت سے نہ رہا گیا اور وہ کھڑی ہو کر بولی: اے عمرؓ! اس معاملہ میں آپ کو دخل دینے کا کوئی اختیار نہیں' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر تم نے عورتوں کو زیادہ مال دیا ہو تو اس میں سے واپس نہ لو' یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بات واپس لیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ عورت نے صحیح بات کہی اور عمر نے غلطی کی۔"

واقعہ یہ ہے کہ یہ حقوق کا آخری درجہ ہے کہ ایک عام سی عورت کو جو کہ صاحب اقتدار بھی نہ ہو' اس قدر آزادی حاصل ہو کہ خلیفہ وقت بھی مجمع عام میں اس کی کھلی تنقید سے محفوظ نہ رہ سکے۔ اس پر مستزاد یہ کہ خلیفہ وقت کو اپنی بات واپس لینی پڑے اور اس عورت کو کوئی زک بھی نہ پہنچے۔ کیا آزادی نسواں کے نام نہاد علمبردار اور اقوام متحدہ کے چارٹر کو صحیفۂ الٰہیہ پر ترجیح دینے والے مغربی ٹھیکیدار' اسلامی معاشرہ کا مقابلہ اپنے کسی چارٹر سے کر سکتے ہیں؟

قرآن میں سورتوں کے نام عورتوں کے نام پر' عورتوں کے لئے کس قدر خوشگوار ہے' یہ بات اور کتنی مسرت و شادمانی کا مقام ہے' یہ واقعہ کہ قرآن کی سورتوں کے نام عورتوں کے نام پر رکھے گئے ہیں۔ مثلاً النساء اور مریم' قرآن کی مستقل سورتوں کو عورتوں

کے نام سے موسوم کر کے مردوں کو یہ سبق دیا گیا ہے کہ وہ احساس برتری میں مبتلا نہ ہوں اور عورتوں کو برابری کی نگاہ سے دیکھیں۔ عورتوں کا احترام ان کی زندگی کا جزو لاینفک بن جائے' بالکل اسی طرح جس طرح کہ لفظ النساء اور مریم' قرآن کے جزو لاینفک ہیں۔

ایک قرآنی آیت پر اعتراض:

کچھ لوگ اس قرآنی آیت سے غلط نتائج اخذ کر کے غلط فہمیاں پھیلاتے رہتے ہیں' جس میں کہا گیا ہے کہ ''مرد' عورتوں پر نگراں ہیں۔'' (النساء:۳۴)

یہاں یہ امر قابل لحاظ ہے کہ اسلام نے مردوں کو نظام عالم چلانے اور عورتوں کی محافظت کرنے کی خاطر ان کی مخصوص صلاحیتوں کے پیش نظر عورتوں پر نگراں مقرر کیا ہے۔ یہاں معاملہ حقوق کے فرق کا نہیں بلکہ صلاحیتوں کے فرق کا ہے۔ بالکل اسی طرح جس طرح کہ ایک جمہوری ملک کا نظام چلانے کے لئے ایک شخص کو ملک کا وزیر اعظم صدر یا سربراہ مقرر کیا جاتا ہے' حالانکہ ملک میں دیگر شہریوں کی طرح اس کا ووٹ بھی ایک ہی ہوتا ہے۔

ایک حدیث:

پیغمبر اسلام کے دور میں ایران کے بادشاہ کسریٰ کا انتقال ہوا تو اس کے درباریوں نے کسریٰ کی بیٹی کو بادشاہ بنادیا' جب یہ خبر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہنچی تو آپؐ نے فرمایا کہ وہ قوم ہرگز کامیاب نہیں ہوسکتی جو عورت کو اپنا حاکم بنائے۔

آیئے ہم اس حدیث کا جدید تحقیقات کی روشنی میں مطالعہ کریں تاکہ شکوک وشبہات کے پردۂ شب کی تیرگی دور ہو اور یقین محکم کی صبح درخشاں طلوع ہو نیز یہ بھی معلوم ہوسکے کہ جدید سائنس اور مغربی تہذیب کا حقیقی نقطۂ نظر بھی اس حدیث کے عین موافق ہے۔

اسلام وہ واحد مذہب ہے' جس نے عورت کو گوہر مکنون قرار دے کر ماں کی صورت میں سب سے زیادہ لائق احترام بنایا ہے

ٹائم میگزین (امریکا) کے مطابق عالمی شہرت یافتہ سرجن ڈاکٹر ایڈگر بن کو اس وقت حریت نسواں کی علمبردار خواتین کے عتاب کا شکار ہونا پڑا جبکہ انہوں نے اپنی اس رائے کا اظہار کیا کہ عورتیں اپنی ہارمون کیمسٹری کی وجہ سے زیادہ جذباتی ہوتی ہیں' لہٰذا وہ منصب اقتدار کے لئے غیر موزوں ہیں۔ جہاں کہ حاضر دماغی اور ٹھنڈے مزاج کے ساتھ فیصلہ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

امریکا کی ایک فلم میں دکھایا گیا کہ ایک شادی شدہ خاتون امریکا کی صدر منتخب ہوگئی ہے۔ انتخاب کے بعد مستقبل قریب میں ہی وہ عورت حاملہ ہوجاتی ہے۔ حاملہ ہونے کے بعد صنف نازک زلف پریشاں کی طرح الجھن کا شکار ہوتی ہے اور استعفیٰ دے کر صدارتی آفس چھوڑ دیتی ہے۔ ایک شخص نے اس پر مزاحیہ جملہ کستے ہوئے ان الفاظ میں تبصرہ کیا: ''خاتون صدر جب ہسپتال میں اپنے بچے کو جنم دے گی تو ہسپتال کے بلیٹن میں اعلان کیا جائے گا کہ صدر اور نومولود بچہ دونوں بخیر ہیں۔''

حقیقت یہ ہے کہ جدید مغربی تہذیب میں بھی اس بات کو معیوب خیال کیا جاتا ہے کہ کوئی عورت کسی اعلیٰ حکومتی عہدہ پر فائز ہو۔ چنانچہ جب ہم مغرب کے سیاسی منظرنامہ پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ حقوق نسواں کے اس قدر شور وشغب اور غل گپاڑے کے باوجود بھی عملی طور پر چند خواتین کو ہی اعلیٰ حکومتی عہدے نصیب ہوئے ہیں۔ ہونے پر سہاگہ یہ کہ مغرب میں جن خواتین کو اعلیٰ حکومتی عہدے دیئے گئے ہیں وہ اپنے ملک کے لئے عالمی اسٹیج پر بدنامی کا ہی باعث بنی ہیں' ان جدید تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت پیدائشی طور پر زود حس اور جذباتی واقع ہوئی ہے' لہٰذا اسے سیاست کے میدان میں گھسیٹنا خلاف عقل بات ہے۔ عورت اور مرد کا یہی پیدائشی فرق ہے' جس کے پیش نظر اسلام میں دونوں کا مقام عمل الگ الگ رکھا گیا ہے۔ یہ کیس فرق مراتب کا نہیں بلکہ میدان عمل کے فرق کا کیس ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اس معاملہ میں نام نہاد حریت نسواں کے علمبرداروں کا طریقہ غیر سائنسی ہے اور اسلام کا طریقہ پورے سائنسی اور مطابق عقل ہے۔

حاملین اسلام کی ذمہ داری:

مذکورہ بالا تفصیلات کے بعد یہ بات دو اور دو چار کی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ اسلام سراسر دین فطرت ہے۔ اس کے یہاں مرد و زن میں عدم یکسانیت کے لئے کوئی گنجائش نہیں۔ اس کی طرف ظلم اور نابرابری کی نسبت کرنا دن کو رات کہنے کے سوا کچھ بھی نہیں۔

دراصل یہ ایک نعرہ ہے جس کی آڑ میں بہت سی قوموں نے عورت پر کئے اپنے مظالم کو چھپایا ہوا ہے۔ حقیقت واضح ہوجانے کے بعد حاملین اسلام کے اوپر یہ ضروری ہوجاتا ہے کہ وہ دنیا کے سامنے مغربی تہذیب کی گمراہیوں اور عورت پر کئے گئے اس کے مظالم کو طشت ازبام کریں' تاکہ دنیا حقیقی کلچر کی لذت سے آشنا ہو اور عورت کو اس کا صحیح مقام حاصل ہو نیز حاملین اسلام اپنے فریضہ سے سبکدوش ہوں ورنہ کچھ عجب نہیں کہ کتمان علم کا جرم ان کے اوپر عائد ہو۔

☆☆..........☆☆

قندِ مکرر

قادیانیوں کے اعتراضات کا اجمالی جواب

مولانا اللہ وسایا

سوال:...... مرزائیوں کا کہنا ہے کہ جب ہم کلمہ پڑھتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں، قبلہ کی طرف رخ کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں، مسلمانوں کی طرح ذبیحہ کرتے ہیں تو پھر ہمیں کافر کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب:...... مسلمان ہونے کے لئے پورے اسلام کو ماننا ضروری ہے، کافر ہونے کے لئے پورے اسلام کا انکار ضروری نہیں، دین کے ایک ضروری مسئلہ کا انکار کیا تو وہ کافر ہو جائے گا، چاہے کروڑ دفعہ کلمہ کیوں نہ پڑھتا ہو یا نمازی، حاجی اور زکوٰۃ دینے والا کیوں نہ ہو۔ اس کی مثال یوں ہے جیسے ایک دیگ میں چار من دودھ جمع ہو سکتا ہے، اب اس کے پاک ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہ پورے کا پورا پاک ہو، ناپاک ہونے کے لئے ضروری نہیں کہ چار من دودھ میں چار من شراب ڈالیں گے تب دیگ پلید ہوگی، بلکہ ایک تولہ شراب کا بھی چار من دودھ کو پلید کر سکتا ہے، پس ثابت ہوا کہ اگر کوئی شخص دین کے ایک مسئلہ کا انکار کردے گا تو وہ کافر ہو جائے گا مرزائیوں نے ایک مسئلہ کا نہیں کئی کا انکار کیا ہے، اس لئے وہ کافر ہیں چاہے وہ کروڑ دفعہ کلمہ کیوں نہ پڑھتے ہوں۔

۲:...... مسیلمہ کذاب اور اس کی پارٹی کے لوگ نماز پڑھتے تھے اور اذان دیتے تھے، کلمہ پڑھتے تھے، مسلمانوں کے قبلہ کی طرف رخ کرتے تھے، مسلمانوں کا ذبیحہ کھاتے تھے غرض یہ کہ تمام مسلمانوں کا اور مسیلمہ کذاب کا دین کے دیگر مسائل میں اختلاف نہ تھا، صرف ایک مسئلہ میں اختلاف تھا وہ یہ کہ صحابہ کرامؓ کہتے تھے کہ حضور علیہ السلام ہی نبی ہیں اور آخری نبی ہیں، جبکہ مسیلمہ کذاب کہتا تھا حضور بھی نبی ہیں، جب مسیلمہ کذاب نے کہا کہ حضور بھی نبی اور حضورؐ کے بعد میں بھی تو صحابہ کرامؓ نے ارشاد فرمایا کہ مسیلمہ تو نے حضورؐ کے بعد نبوت کا دعویٰ کر کے ایسے جرم کا ارتکاب کیا ہے کہ اب تیری کوئی نیکی، نیکی نہیں رہی، دعویٰ نبوت کے بعد تو کافر ہے، نہ تیرے کلمہ کا اعتبار ہے، نہ نماز وغیرہ کا، اس لئے صحابہ کرامؓ نے اس کے ساتھ جنگ کی، بعینہ اسی طرح مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت اور مرزائیوں کا اسے نبی مان لینا یہ وہ جرم ہے جس کے ہوتے ہوئے مرزائیوں کی کوئی نیکی، نیکی نہیں رہی۔

۳:...... مرزائیوں کا یہ کہنا کہ ہم مسلمانوں والا کلمہ پڑھتے ہیں یہ بھی غلط ہے، بلکہ ہمارا دعویٰ ہے کہ مرزائیوں کا کلمہ اور ہے مرزائیوں کا کلمہ اور ہے، اس لئے کہ مرزا کے لڑکے مرزا بشیر الدین محمود نے اپنی کتاب کلمۃ الفصل کے صفحہ ۱۵۸ پر تحریر کیا ہے کہ مسیح موعود کی بعثت کے بعد محمد رسول اللہ کے مفہوم میں ایک اور زیادتی ہوگئی۔

تو جب مسلمانوں کے کلمہ کا دوسرا جز محمد رسول اللہ پڑھتے ہیں تو مسلمانوں کے نزدیک محمد رسول اللہ سے مراد صرف اور صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہوتی ہے، اس مفہوم میں کسی اور کی شراکت کا تصور بھی نہیں کر سکتے، لیکن حوالہ بالا سے ثابت ہوا کہ مرزائیوں کے نزدیک کلمہ طیبہ کے دوسرے جز محمد رسول اللہ سے مراد مرزا قادیانی ہوتا ہے، پس ثابت ہوا کہ مسلمانوں کا کلمہ اور ہے اور قادیانیوں کا کلمہ اور ہے نیز اس کتاب کے اسی صفحہ پر یہ عبارت بھی ہے:

"پس مسیح موعود محمد رسول اللہ ہے، جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے، اسی لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں، ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔"

پس یہ عبارت پکار پکار کر بانگ دہل اعلان کر رہی ہے کہ مرزائیوں کے نزدیک محمد رسول اللہ سے مراد مرزا قادیانی ہے (اس لئے کلمہ طیبہ میں مسلمان محمد رسول اللہ سے مراد رحمت عالم حضور علیہ

جو ”میاں“ کا نہیں وہ منہ لگانے کے قابل بھی نہیں

جو نام نہاد مسلمان نبوت کے ڈاکوؤں سے حسن سلوک کے قائل ہیں یا ان سے رواداری پر مائل ہیں وہ حرماں نصیب روزِ محشر شفیع امت حضور خاتم النبیینؐ کے سامنے کیا منہ لے کر جائیں گے۔ جو ”میاں“ کا نہیں وہ اس قابل نہیں کہ اسے منہ بھی لگایا جائے، نبی کریمؐ کے منصب عالیہ پر ڈاکا ڈالنے والا مسیلمہ کذاب کی طرح آج بھی واجب القتل ہے، ارتداد ایک ایسا جرم ہے جس کی معافی اسلام میں کہیں نہیں، مرزا اور اس کے ماننے والے دجال، کذاب، مرتد واجب القتل اور جہنمی ہیں۔

(سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ)

اسلام کی ذات اقدس کو ہی لیتے ہیں جبکہ مرزائیوں کے نزدیک محمد رسول اللہ سے مراد مرزا قادیانی ہوتا ہے، پس ثابت ہوا کہ مرزائیوں کا کلمہ اور ہے اور مسلمانوں کا کلمہ اور ہے اس بات کو ایک مثال سے یوں سمجھا جاسکتا ہے کہ امام بخاریؒ کا نام بھی محمد تھا، امام ابوحنیفہؒ کے ایک شاگرد کا نام بھی محمد تھا، شیخ محمد یوسف بنوریؒ کے صاحبزادہ کا نام بھی محمد تھا، اب یہ تینوں فرض کیجئے کہ ایک مجلس میں ہوں، امام بخاریؒ کے والد صاحب آکر کہیں محمد! تو اس سے مراد ان کا اپنا بیٹا امام بخاری مراد ہوگا، اور اگر اسی مجلس میں امام ابوحنیفہؒ آکر کہیں محمد! تو اس سے ان کا اپنا شاگرد امام محمد مراد ہوگا اور اگر اسی مجلس میں حضرت بنوریؒ اگر کہیں محمد! تو اس سے مراد ان کا اپنا بیٹا محمد بنوری مراد ہوگا، تینوں نے لفظ ایک ہی بولا ”محمد“ لیکن ہر ایک کی مراد اس لفظ سے علیحدہ علیحدہ اشخاص تھے، اسی طرح جب مرزائی محمد رسول اللہ کہتے ہیں تو اس سے ان کی مراد مرزا قادیانی بھی ہوتا ہے پس ثابت ہوتا ہے کہ ان کا کلمہ اور ہے اور مسلمانوں کا کلمہ اور ہے۔

۴:.....مرزائیوں کا یہ کہنا ہم کلمہ پڑھتے ہیں ہمیں کافر کیوں کہا جاتا ہے بعینہٖ یہی سوال ان سے بھی کیا جاسکتا ہے کہ جب مسلمان کلمہ طیبہ پڑھتے ہیں تو مرزائی ان کو کافر کیوں کہتے ہیں جیسا کہ مرزا قادیانی کے ایک مکتوب تذکرہ کے صفحہ ۶۰۷ مطبوعہ ربوہ اشاعت سوم پر درج ہے، مرزا نے لکھا ہے کہ ”خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے“ اسی طرح مرزا قادیانی کے لڑکے اور قادیانی جماعت کے دوسرے سربراہ مرزا محمود نے اپنی کتاب آئینہ صداقت کے صفحہ ۳۵ پر لکھا ہے:

”کل مسلمان جو کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔“

اور ایسے ہی مرزا قادیانی کے لڑکے مرزا بشیر احمد نے کلمۃ الفصل کے صفحہ ۱۱۰ پر لکھا ہے کہ:

”ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا اور یا محمد کو مانتا ہے مگر مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔“

مرزائیوں کی ان عبارتوں سے یہ ثابت ہوا کہ ان کے نزدیک مسلمان ہزار دفعہ کلمہ کیوں نہ پڑھتے ہوں لیکن مرزا کو نہ ماننے کی وجہ سے کافر ہیں۔ پس اتنی بات ثابت ہوئی کہ ایک شخص یا افراد کلمہ پڑھنے کے باوجود بھی کافر ہو سکتے ہیں اور یہ امر مرزائیوں کو بھی مسلم ہے، پس مرزائیوں کا ہزار بار کلمہ پڑھنا مرزائے قادیانی کو نبی ماننے کی وجہ سے ان کو کفر سے نہیں بچا سکتا۔

سوال:......ایک موقع پر حضرت اسامہؓ نے ایک کافر کو قتل کرنا چاہا، اس نے فوراً کلمہ پڑھا لیکن حضرت اسامہؓ نے اس کو قتل کردیا اور حضرت اسامہؓ حضور علیہ السلام کی خدمت میں پیش ہوئے اور یہ واقعہ عرض کیا جس کے جواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آپ نے اس کے کلمہ پڑھنے کے باوجود قتل کردیا؟ حضرت اسامہؓ نے عرض کی کہ اس نے ڈر کے مارے کلمہ پڑھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”ہل اشققت قلبہ“ کیا تو نے اس کا دل چیر کے دیکھا تھا کہ وہ ڈر کے مارے کلمہ پڑھ رہا ہے اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”اگر کل قیامت میں اس کے بارے میں کوئی بات ہوئی تو میں اسامہؓ کے اس فعل سے بری ہوں۔“ مرزائی اس سے استدلال کرتے ہیں کہ جب ہم کلمہ پڑھتے ہیں تو ہمارے کلمہ کا اعتبار ہونا چاہئے، کیا انہوں نے ہمارے دل چیر کر دیکھ لئے ہیں کہ ہم اوپر سے کلمہ پڑھتے ہیں؟ ہمارے دل میں کچھ اور ہوتا ہے تو جس طرح حضور علیہ السلام نے اسامہ کے اسی فعل سے برأت کا اظہار

کیا مسلمانوں کے طرز عمل سے بھی اسلام بری ہے؟

جواب:......ایک شخص جب کلمہ پڑھتا ہے تو اسے موقع ملنا چاہئے کہ وہ اپنے افعال اور طرز عمل سے یہ ثابت کرے کہ اس نے یہ کلمہ دل سے پڑھا ہے یا زبان سے، اس لئے کہ دل کی ترجمان زبان ہے، اس آدمی کا طرز عمل یہ بتائے گا کہ اس کا دل اور زبان ایک ہے یا نہیں، بخلاف اس واقعہ کے کہ حضرت اسامہؓ نے اس آدمی کو موقع نہیں دیا تھا کہ وہ ثابت کرتا اپنے عمل سے کہ آیا اس نے کلمہ دل سے پڑھا ہے یا زبان سے، اس لئے حضور علیہ السلام نے اس پر نکیر فرمائی لیکن مرزائی اس حدیث سے اس لئے استدلال نہیں کر سکتے کہ مدت مزید اور عرصہ بعید مسلمانوں نے ان کو موقع فراہم کیا کہ وہ اپنے طرز عمل سے بتلائیں کہ ان کے دل میں کیا ہے، آیا ان کی زبان اور دل ایک ہے، مرزائیوں کے لٹریچر اور ان کے روزمرہ کے معمولات نے یہ بتادیا کہ زبانی طور پر کلمہ پڑھنے کے باوجود ان کے دل میں یہ عقیدہ ختم نبوت کا انکار ہے اور وہ اجرائے نبوت کے قائل ہیں، انبیاء علیہم السلام کی تنقیص کرتے ہیں اور ایک جھوٹے مدعی نبوت مرزا قادیانی کو نبی مانتے ہیں حضور علیہ السلام کے بعد وحی نبوت کے جاری ہونے کے قائل ہیں تو ان کے اس طرز عمل نے جتادیا کہ یہ کلمہ پڑھنے کے باوجود کافرانہ عقائد رکھتے ہیں جس کے باعث ان کے کلمہ کا اعتبار نہیں، اس لئے حدیث اسامہؓ سے ان کا استدلال باطل ہے۔

سوال:......ایک دفعہ حضرت بلالؓ اذان دے رہے تھے حضرت ابو محذورہؓ جو چھوٹے بچے تھے اور ابھی تک اسلام نہیں لائے تھے، انہوں نے بھی نقل اتارتے ہوئے حضرت بلالؓ کے ساتھ اذان دینا شروع کردی، جب حضرت بلالؓ کی اذان پوری ہوئی تو حضور علیہ السلام نے حضرت ابو محذورہؓ کو بلا کر اذان کے کلمات کہلوائے، آپ ﷺ کے پیار و محبت اور توجہ عالی سے جونہی اذان کے کلمات ختم ہوئے حضرت ابو محذورہؓ مسلمان ہوگئے، اس سے مرزائی استدلال یہ کرتے ہیں کہ ابو محذورہؓ نے ابتداً کفر کی حالت میں اذان کہی، چلو ہم آئین کے اعتبار سے کافر سہی تو کافر ہونے کی حالت میں ہمیں اذان کہنے کی اجازت ہونی چاہئے؟

جواب:...... قرآن و سنت سے پوری کائنات کے قادیانی ایک واقعہ بھی ایسا ثابت نہیں کر سکتے کہ نماز کے لئے مسلمانوں نے کبھی کافر کو اذان کہنے کی اجازت دی ہو، یا کسی کافر نے نماز کے لئے اذان دی ہو، جس دن ابو محذورہؓ نے حضرت بلالؓ کی اذان کی نقل اتاری تھی، اس دن بھی نماز کے لئے اذان حضرت بلالؓ نے ہی دی تھی، ہاں اس حدیث شریف سے اگر مرزائی استدلال کرنا چاہتے ہیں تو بھی تعلیم و تبلیغ کے نقطہ نظر سے۔ ایک دفعہ اذان کے کلمات کہہ کر ان کو بھی مرزا پر لعنت بھیج کر مسلمان ہوجانا چاہئے لیکن وہ اذان بھی تعلیم و تبلیغ کے لئے ہوگی نہ کہ نماز کے لئے، ہاں مسلمان ہونے کے بعد جتنی مرتبہ چاہیں، اذان دینے کی سعادت حاصل کر سکتے ہیں، پس کافر کو قطعاً نماز کے لئے اذان دینے کی اجازت نہیں ہے۔

سوال:...... مرزائی یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو آیا ان کو وحی ہوگی یا نہ؟ اگر وحی ہوگی تو ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کے بعد وحی ہو سکتی ہے، پس مسلمانوں کا انقطاع وحی کا عقیدہ غلط ہوا؟

جواب:...... انقطاع وحی سے مراد انقطاع وحی نبوت ہے، باقی رہا کشف و الہام رویاء صالحہ تو وہ امت میں جاری ہیں اور خود قرآن کریم گواہ ہے کہ دعویٰ نبوت کے علاوہ ہدایت کا راستہ دکھانے کے یا کسی مخفی امر پر مطلع کرنے کے اور بھی راستے ہیں جیسے فرمایا گیا: ”واوحینا الی موسیٰ ...... یا ...... واوحینا الی النحل“ شہد کی مکھی یا ام موسیٰ کو جو رہنمائی ہوئی قرآن نے اسے وحی سے تعبیر کیا وحی ہونے کے باوجود وہ وحی نبوت نہیں ہے، پس عیسیٰ علیہ السلام کو جو وحی ہوگی وحی نبوت نہ ہوگی، لہٰذا ان کی طرف وحی کا ہونا امت کے عقیدہ انقطاع وحی کے منافی نہ ہوگا۔ (جاری ہے)

اقوالِ زریں

☆......یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ محرمات سے بغض رکھنا اللہ تعالیٰ کی رضا کا باعث ہے۔ ☆......مصیبت کے وقت صبر کی حقیقت کھلتی ہے۔ ☆......دیرینہ فراق سے دوستوں کی دوستی معلوم ہوتی ہے۔ ☆......ادب سے علم ذہن نشیں ہوتا ہے۔ ☆......نیک بختی سے نیکوں کی صحبت دائمی ہوتی ہے۔ ☆......جس نے نرمی کی وہ اپنے ہمعصروں پر سردار بنا اور جس کا غصہ بڑھا وہ ذات میں غرق ہوا۔ ☆......ل کرنے میں اگر کچھ کدورت بھی ہو تو اس صفائی سے بہتر ہے جو جدائی اور علیحدگی سے حاصل ہو۔ ☆......جب قریبی دشمن ہو تو وہ غیر ہے اور اگر غیر دوست ہو تو وہ قریبی ہے۔

مساجد کے لئے
خاص رعایت

جبار کارپٹس

ڈیلرز:
مون لائٹ کارپٹ
تیر کارپٹ
ثمر کارپٹ
وینس کارپٹ
اولمپیا کارپٹ
یونی ٹیک کارپٹ

پتہ :
این آر ایونیو' نزد حیدری پوسٹ آفس بلاک "جی" برکات حیدری' ناظم آباد
فون: 6646888-6647655 فیکس: 0921-21-5671503
E-mail :jabbarcarpet@cyber.net.pk

HB ®
TRUSTABLE
MARK

Hameed ®
BROS
JEWELLERS

3, Mohan Tarrace Sharhah-e-iraq Saddar Karachi. Code: 74400
Phone : 5675454, 5215551 Fax : (092-21) -5671503

تحریر: مولانا عبدالجبار ابوہریؒ

ظلی، بروزی نبوت کا پوسٹ مارٹم

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ کی ۱۹۳۷ء میں ایک معرکۃ الآراء تقریر

ترتیب: مولانا اللہ وسایا

خطبہ مسنونہ اور آیت ختم نبوت کی تلاوت کے بعد فرمایا: حضرات چودہ سو سال سے پوری امت کا اس پر اتفاق ہے اور کسی بھی مسلمان کو اختلاف نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت بند ہو چکی ہے، ختم ہو چکی ہے، تکمیل ہو گئی ہے، فتنہ مسیلمہ کذاب کی بیخ کنی کے وقت حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کے عہد مسعود میں اس پر اجماع ہو چکا ہے۔

اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہیں، اللہ تعالیٰ کے بعد نہ کوئی دوسرا خدا ہے نہ ہو سکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی طرح حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی دوسرا نبی نہیں ہو سکتا، خداوند کریم اپنی خدائی میں بے مثال ہیں، محمد عربی علیہ السلام اپنی نبوت میں بے مثال ہیں، خدا تعالیٰ کا شریک کوئی نہیں، محمد عربی کا مثیل کوئی نہیں، خدا تعالیٰ اپنی توحید میں وحدہ لاشریک، محمد عربیؐ اپنی نبوت میں وحدہ لاشریک، لا الٰہ الا اللہ کے بعد معبود و الٰہ کوئی نہیں، محمد رسول اللہ کے بعد نبی و رسول کوئی نہیں۔

لا الٰہ الا اللہ میں جس طرح نفی جنس کے لئے لا استعمال ہوا، اسی طرح لا نبی بعدی میں بھی لا نفی جنس کے لئے آیا ہے، لا الٰہ الا اللہ چھوٹا بڑا، ظلی بروزی، اصلی نقلی، کوئی الٰہ نہیں، اسی طرح لا نبی بعدی ظلی تشریعی، بروزی، موزی، چھوٹا موٹا، عربی، عجمی کوئی نبی نہیں، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جملہ انبیاء علیہم السلام کی امتوں کے لئے جو ایمان لانے کے کلمے مقرر فرمائے، سب کے الفاظ کو پڑھ لیا جائے تو بات دوٹوک واضح ہو جاتی ہے کہ کوئی ابہام نہیں رہتا مثلاً فرمایا:

لا الٰہ الا اللہ آدم صفی اللہ، لا الٰہ الا اللہ نوح نجی اللہ، لا الٰہ الا اللہ ابراہیم خلیل اللہ، موسیٰ کلیم اللہ، اسمٰعیل ذبیح اللہ، عیسیٰ روح اللہ، مگر جب محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی باری آئی تو فرمایا محمد رسول اللہ۔ اس فرق سے واضح کرنا مقصود تھا کہ محمد عربی پر رسالت کا سلسلہ مکمل ہو چکا ہے، اس لئے حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اول الانبیاء آدم و آخرہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

یا پھر یوں سمجھئے ایک اور طریقہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے جس نبی کو مخاطب فرمایا، حکم دیا، نام لے کر شرف مخاطبت بخشا: ”یا آدم اسکن انت وزوجک الجنة، یعیسی انی متوفیک، یحیی خذ الکتب بقوة، یا ابراهیم قد صدقت الرؤیا مالتلک بیمینک یموسی“ تمام انبیاء علیہم السلام کو نام لے کر پکارا، حضور علیہ السلام کو یا محمد نہیں فرمایا گیا بلکہ یٰسین، مزمل، مدثر، طٰہٰ، والضحیٰ یا ایها النبی یا ایها الرسول فرمایا گیا، جس ذات پر نبوت و رسالت کا خاتمہ ہونا تھا، اسی کو یا ایها النبی یا ایها الرسول کہہ کر پکارا گیا۔

میرے محترم حضرات! انگریز کا اس وقت چل چلاؤ ہے، عرش پر اس کے جانے کے فیصلے ہو چکے ہیں، انگریز بدبخت جا رہا ہے، بقول حضرت امیر شریعتؒ اس کا تخت الٹا جا رہا ہے، مگر انگریز جانے کے بعد اپنی ناپاک یادیں ہم میں چھوڑے جا رہا ہے، پنجابی نبوت بھی اس کی پیدا کردہ، پرورش کردہ یاد ہے۔ مالیر کوٹلہ والو! آج تم سے ایک بات کہہ دیتا ہوں کہ قل اللّٰھم مالک الملک صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، انسان جب رشد و ہدایت کی انتہا کو پہنچ جائے تو اس کی نظر صرف خدا پر ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ جو چاہیں کریں کوئی اس کے ارادے و تقدیر کے سامنے دم نہیں مار سکتا۔ امان اللہ خان کو ایک آن میں بے تاج کر دیا، جلال آباد سے جب نکلا تو جیب میں کوڑی تک نہ تھی اور بچہ سقہ جو پشاور میں دکانداری کرتا تھا اسے تخت پر بٹھا دیا، اس کی مرضی ہے آن واحد میں بادشاہ کو گدا کر دیا، گدا کو شاہ کر دیا، پھر اسے پھانسی کے تختہ پر لٹکوا دیا، اللہ رب العزت کی قہاریت و جباریت سے ڈرنا چاہئے، خداوند کریم اپنے محبوب کے بارے میں بڑے حساس ہیں، آج انگریز

نے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی تخت گاہ پر ایک عجمی دہقان زادے کو مسلط کرکے خداوند کریم کے غضب کو للکارا ہے، ہم سب کا فرض بنتا ہے کہ انگریزی نبی کی تردید میں اپنی تمام تر صلاحیتوں کو صرف کردیں۔ حضور علیہ السلام سے محبت وعشق کا یہی راز ہے کہ آپ کی مسند پر کسی کو برداشت نہ کیا جائے۔ یہی ایک مسئلہ سمجھانے کے لئے میں آپ کے یہاں حاضر ہوا ہوں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ختم نبوت کو سمجھانے کے لئے مختلف مثالوں وطریقوں کو اختیار فرمایا تاکہ کوئی ابہام نہ رہے۔

حدیث شریف میں ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''یا ایھا الناس ان ربکم واحد و اباکم واحد، و کتابکم واحد و نبیکم واحد'' آخر میں فرمایا: دینکم واحد اے مسلمانو! تمہارا خدا ایک، تمہارا باپ ایک، تمہاری کتاب ایک تمہارا دین ایک۔

اسی طرح تمہارا نبی بھی ایک، جس طرح کسی موحد مسلمان کے دو خدا، دو کتابیں، دو دین نہیں ہوسکتے یا جس طرح کسی حلالی انسان کے دو باپ نہیں ہوسکتے، اسی طرح مسلمان کے دو نبی بھی نہیں ہوسکتے، قربان جائیں، حضور علیہ السلام کی رحمت وشفقت کے آپ کی خطابت وافصح العرب ہونے کا اسی حدیث میں اشارہ کردیا، جسے پڑھا لکھا اور ان پڑھ ہر انسان سمجھ سکتا ہے کہ روحانی تعلق کتاب ودین نبی کا اس میں بھی کوئی شریک مسلمان برداشت نہیں کرسکتا، جسمانی تعلق میں باپ کا تعلق ہے، کوئی شریف انسان اس میں بھی شریک برداشت نہیں کرسکتا، ان پڑھ آدمی کے لئے اس سے زیادہ واضح کیا اور بات ہوسکتی ہے کہ حلال زادے کا باپ ایک، مسلمان کا نبی ایک، باپ کے ساتھ کسی اور کو شریک کیا تو ماں کی شرافت کا بیڑہ غرق، نبی علیہ السلام کی نبوت میں کسی اور کو شریک کیا تو ایمان کی کشتی غرق، اسی لئے میں نے ابتدا میں عرض کیا تھا کہ مسلمان کے نزدیک خدا تعالیٰ اپنی توحید میں وحدہ لاشریک ہونے چاہئیں اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نبوت ورسالت میں وحدہ لاشریک ہونے چاہئیں، گاڑی ایمان ویقین کی تب سلامتی سے چل سکے گی، آج پنجابی نبی نے اور اس کی ذریت نے اس اساس پر شب خون مارا ہے، مارا نہیں بلکہ ان سے مروا گیا ہے، اصل سازش تو انگریز کی ہے، یہ بیچارے تو آلہ کار ہیں، بقول پنجابی نبی کے خود کاشتہ پودے ہیں۔

للہ رب العزت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ''سراجاً منیرا'' کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں، چمکتا ہوا سورج جس طرح امریکا، افریقہ، عرب، عجم، ہند، سندھ، اردن، عراق، انڈونیشیا، آسٹریلیا تمام دنیا کی روشنی کے لئے ایک ہی سورج ہے، اسی طرح کل کائنات کی ہدایت وفلاح کے ایک نبی ہے، سورج کے بعد اور کسی روشنی کی ضرورت نہیں۔ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور نبی کی ضرورت نہیں اور پھر آسمان کے سورج اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے سراج منیر میں فرق ہے اسی کو واضح کرنے کے لئے منیرا کا لفظ لایا گیا ہے، سورج کو گرہن لگتا ہے، کہیں روشنی تو کہیں اندھیرا، حضور علیہ السلام کی نبوت والے سراج منیر کو نہ تو گرہن لگے اور سب کے لئے روشنی ہی روشنی نصف النہار کی طرح، آج اس وقت مئی ۱۹۳۷ء میں ہندوستان میں اٹھارہ مدعی نبوت موجود ہیں۔ احمد نور کابلی قادیان میں دکانداری کرتا ہے، ناک کٹی ہوئی ہے، ربڑ کی ناک سے گزارا کرتا ہے اس نے نبوت کا دعویٰ کیا، حضرت امیر شریعتؒ پر کیس چلا کہ آپ نے انگریز کے خود کاشتہ پودے کی مخالفت کی ہے، آپ نے عدالت میں احمد نور کابلی کو اپنی صفائی کے گواہ کے طور پر پیش کیا، احمد نور ناک کٹا ہونے کے باعث آواز میں خوفناک، حیرت ناک غنغناہٹ تھی، عدالت نے پوچھا نام کیا ہے؟ احمد نور، باپ کا نام: نبی نور، حضرت امیر شریعتؒ نے حقارت سے قہقہہ لگایا اور یہ جملہ کسا ''نور علی نور'' عدالت نے ناک بھوں چڑھائے، جج نے پوچھا ''شاہ جی میں نہیں سمجھ سکا کہ آپ احمد نور کابلی جیسے ناک کٹے کو عدالت میں کیوں لائے؟ یہ آپ کی کیا صفائی دے گا؟ حضرت امیر شریعتؒ نے گرجدار آواز میں چمکیلی آنکھوں سے عدالت کی آنکھوں میں آنکھ ڈال کر فرمایا: ''صاحب بہادر! یہ احمد نور کابلی جیسا بدصورت کریہہ المنظر آواز والا بھی قادیاں میں دعویٰ نبوت کرکے اپنی اتباع کی دعوت دیتا ہے'' عدالت نے کہا کہ ''آپ کا مقصد؟'' (یعنی آپ کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں؟) حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا: ''میں اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ اگر نبوت کا دروازہ کھول دیا گیا تو ہر الا بلا تللا نبوت کا دعویٰ کرکے میرے میاں صلی اللہ علیہ وسلم کے مسند پر شب خون مار کر ہمارے دل خون خون کردے گا، مگر میں یہ واضح کردوں میں حسنی حسینی سید ہوں، اپنے نانے کی مسند پر قادیان کے دہقان زادے، بھینگے کو یا ناک کٹے کو نہیں بیٹھنے دوں گا، یہ تو درکنار میرے میاں صلی اللہ علیہ وسلم کی مسند نبوت پر ابوبکرؓ بھی نہیں بیٹھ سکتے'' عدالت کو بات سمجھ آگئی۔

مالیر کوٹلہ والو! حضور علیہ السلام کی نبوت کا سورج آسمان ہدایت پر چمک دمک رہا ہے، اب اگر کوئی اس روشنی سے فائدہ نہ اٹھائے تو اس میں سورج کا کیا قصور ہے، ایک ایسی مخلوق بھی تو ہے جو سورج کی روشنی سے فائدہ نہیں اٹھا سکتی بلکہ سورج نکلتے ہی اس کی آنکھیں چندھیا جاتی ہیں جیسے چمگادڑ۔

حضور علیہ السلام کی نبوت کے سورج کے مقابلہ میں اب قادیان میں موم بتی جلائی جارہی ہے، دلیل یہ دیتے ہیں کہ حضور علیہ السلام سے فیض حاصل

کرکے نبی بن گئے، خداتمہیں عقل کی نعمت سے نوازے، سورج کی روشنی سے دنیا کی ہر چیز روشن ہوتی ہے، ان پر سورج کی روشنی پڑتی ہے تو کیا روشنی حاصل کرکے سورج بن جاتی ہے، کہتے ہیں محبت تھی، محبت میں آکر اس کو مانا ہے، وہی ہے اور تو نہیں، ایک عورت جارہی تھی خوبصورت ہوگی، ایک آدمی ٹھنڈے سانس لیتا ہوا پیچھے چل دیا، عورت نے پوچھا ''کیوں صاحب کیا بات ہے؟ دبے دبے کیوں پیچھے آرہے ہیں؟ کچھ کہا ہوتا کچھ سنا ہوتا'' اس نے کہا کہ ''آپ کے حسن نے مجھے خرید لیا ہے، آپ کی محبت میں فریفتہ ہوں، عاشق ہوں'' عورت سمجھ داری تھی اس نے کہا: ''میں کیا، میرا حسن کیا، میرے پیچھے ایک اور عورت آرہی ہے حسن کی شہزادی ہے میں تو اس کی غلام ہوں'' عاشق نے آنے والی کی راہ تکنا شروع کردی، آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر پیچھے دیکھنا شروع کیا، عورت نے اس کے منہ پر تھپڑ رسید کیا، اچانک حملہ ہوا تو گر گیا۔ عورت نے کمر پر لات مار کر عشق کے بھوت کی چھٹی کرادی، ہانپتا کانپتا اٹھا، پوچھا یہ کیا؟ عورت نے کہا: ''جھوٹے کہیں کے! دعویٰ عشق کا، محبت کا مجھ سے اور دیکھتے پیچھے ہو۔'' اب بات سمجھ میں آئی کہ میں عشق کے سبق میں مار کھا گیا، پاک دامن بی بی نے مسئلہ سمجھا دیا کہ جس کی محبت کا دعویٰ کرتے ہو اسی کے بن کر رہو۔ حضور علیہ السلام سے محبت کا دعویٰ اور مانیں قادیان کے دہقان زادے کو...... جی محبت میں ایسے ہوگیا، حضور علیہ السلام سے محبت تھی تو قادیان کی طرف دیکھا کیوں؟؟

میرے دوستو! مرزائی دن رات لوگوں کو کہتے پھرتے ہیں کہ ہم تمام کام مسلمانوں والے کرتے ہیں، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ تمام کام مسلمانوں والے مگر پھر بھی مولوی ہمیں کافر کہتے ہیں، میں ان سے پوچھتا ہوں کہ مسلمان نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ تمام اسلامی احکام بجالاتے ہیں، تم ان کو کافر کیوں کہتے ہو؟ جس طرح تمہارے نزدیک مسلمان تمام اسلامی کام کرنے کے باوجود کافر ہیں، اسی طرح ہمارے نزدیک تم۔ یہ تو الزامی جواب میں دیا کرتے ہوں۔

مسلمانو! اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام میں داخل ہونے کے لئے ایک دروازہ بنایا ہے: لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا، ہاں اسلام سے نکلنے کے بے شمار دروازے ہیں، مسلمان کے لئے تمام دین کو ماننا ضروری ہے، کافر ہونے کے لئے تمام دین کا انکار ضروری نہیں، کسی ایک شرعی امر کا انکار کرے گا کافر ہوجائے گا۔

قادیانیوں نے ختم نبوت کی سو آیات کا انکار کیا، حیات مسیح جیسے اجماع امت کا انکار کیا، امت مسلمہ کے کروڑہا مسلمانوں کو کافر کہا، اب ان کے کفر میں کیا شک ہے؟ قادیانیوں سے کہتا ہوں، بے فکر رہو، انگریز سے ہمیں نپٹ لینے دو، یہ جارہا ہے باری تمہاری آنے والی ہے یا تو کافروں کی قطار میں تمہیں کھڑا ہونا پڑے گا، یا تم اپنے آقا کی طرح اپنے عبرتناک انجام کو پہنچو گے، انگریز کے اقتدار کا برصغیر سے سورج ڈوب رہا ہے، وہ ڈوبا تو ڈوبیں گے سارے انگریز بھی، جائیں گے اس کے زلہ خوار بھی...... نعروں کی گونج......

حدیث شریف میں ہے کہ میرے بعد:

''ثلاثون کذابون دجالون کلھم یزعم انہ نبی ولکن لا نبی بعدی.''

آپ ﷺ نے یہاں خبر دی ہے: ''ثلاثون'' کا لفظ کثرت کے لئے آیا ہے، حصر کے لئے نہیں، کئی جھوٹے بدبخت ازلی لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا، امت نے ان کا مقابلہ کیا انشاء اللہ اس کا بھی کیا جائے۔

ایک صاحب تھے گھاس پارٹی، سمجھتے ہو، سبھی گھاس کھانے والے، گوشت نہ کھاتے تھے، گوشت نہ کھانے کی دلیل یہ دیتے تھے کہ آدمی جو چیز کھائے گا، اسی کے اثرات اس کے جسم میں آجائیں گے، جانوروں کا گوشت کھانے والے وہ ماں، بہن کی تمیز نہیں کرتے، ہم پر بھی وہی اثر ہوجائے گا، اسی لئے ہم گوشت نہیں کھاتے، میں نے کہا حیوانات میں ماں، بہن کی تمیز نہ کرنے کی اصل وجہ سبزی ہے، گھاس ہے؟ جانور گھاس کھاتے ہیں، اس کا اثر یہ ہوا کہ ماں، بہن کی تمیز نہ رہی، تم سبزی بھی نہ کھایا کرو تاکہ تم میں سبزی کے وہ اثرات نہ آجائیں جو جانوروں میں آگئے ہیں، ورنہ تمیز جاتی رہے گی۔

''فبھت الذی کفر'' نعروں کی گونج شروع ہوئی تو پلٹ کر فرمایا: میں کیا میرے جواب کیا! اصل مناظر تو وہ لوگ تھے، کہتے ہیں:

حضرت شاہ عبدالعزیزؒ سے ایک عیسائی نے پوچھا کہ اگر حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سچے رسول تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے نواسے حسین رضی اللہ عنہ کو کربلا میں کیوں نہ بچایا؟ حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا: بھئی ہمارے نبی علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گئے کہ میرے نواسے پر کربلا میں ظلم ہورہا ہے، یا خداوند کریم! میرے نواسے کو بچاؤ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہود نے میرے بیٹے کو پھانسی پر لٹکا دیا ہے، اس قضیہ سے فارغ ہولوں پھر کربلا کا سوچیں گے۔ عیسائی سر پیٹ کر رہ گیا، اپنی خفت مٹانے کے لئے کہا کہ آپ کا عقیدہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں میں ہیں اور آپ کے نبی علیہ السلام روضہ طیبہ میں مدفون ہیں، ہمارے نبی اونچے، آپ کے نبی نیچے، افضل وہی جو اونچا، جو نیچے ہو وہ تو شان میں کم ہوگا؟ حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ دریا میں جھاگ اوپر ہوتی ہے، موتی تہہ میں ہوتے ہیں، تم بتاؤ جھاگ افضل ہے یا موتی؟ عیسائی نے شرم کے مارے آنکھیں جھکادیں۔

میں نے اتنی باتیں عرض کرنی تھیں، اب آپ

حضرات میں سے کوئی سوال کرنا چاہیں تو میں جواب دینے کے لئے حاضر ہوں جو چاہو سوال کرو، میں جواب دوں گا۔

ایک آدمی نے کہا کہ: ''لو عاش ابراھیم لکان صدیقاً نبیا'' حضرت لال حسین اخترؒ نے فرمایا: حضرت ملا علی قاریؒ نے اس حدیث کو موضوعات میں لکھا ہے، اس کی سند ناقابل اعتبار ہے، کئی غیر معتبر راوی اس میں ہیں، موضوع احادیث کا سہارا لے کر گاڑی نہ چلاؤ، ایمان وعقیدہ کے لئے قطعی چاہئے، اٹکل پچو سے بات نہ بنے گی، اس موضوع حدیث کا کیا اعتبار ہے، میں اصح الکتب بعد کتاب اللہ سے روایت پیش کرتا ہوں، حضرت امام بخاریؒ نے اس پر باب باندھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادوں کی قبل از بلوغ اللہ تعالیٰ نے وفات ہی اس لئے دی کہ آپ خاتم النبیین تھے وہ زندہ رہتے، نبی نہ بنتے تو اعتراض ہوتا، نبی بنتے تو ختم نبوت پر حرف آتا، اللہ تعالیٰ نے پہلے وفات دے دی تاکہ آپ ﷺ کی ختم نبوت پر اعتراض نہ ہو۔

ایک اور صاحب بولے: مولانا اگر آنحضرت ﷺ آخری نبی ہیں تو عیسیٰ علیہ السلام تو آئیں گے، مولانا نے برجستہ فرمایا: بھائی صاحب! حضور علیہ السلام آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کوئی نیا نبی پیدا نہ ہوگا، آپؐ کے بعد کسی کو نبوت نہ ملے گی، بنے گا کوئی نہیں ایک آئے گا تو پس عیسیٰ علیہ السلام، اس کے آنے کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پیشگوئی فرمائی ہے، ان کا آنا ختم نبوت کے منافی نہیں، ان کو آپ کی ختم نبوت سے پہلے نبوت مل چکی ہے، بات پہلوں کی نہیں، بات یہ ہے کہ آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے بعد قیامت تک کسی اور فرد کو نبوت ملے گی؟ تو ہمارا عقیدہ ہے کہ نہیں ملے گی، اس پر ہے ہمت تو کوئی اعتراض کرے۔

آواز آئی: مولانا ''خاتم'' کا معنی کیا ہے؟

جواباً فرمایا: ''خاتم'' کا معنی بند کرنا ہیں، ہمارے فریق مخالف مہر کا معنی کرتے ہیں، میں ان کے سامنے تریاق القلوب مرزا غلام احمد قادیانی کی عبارت رکھتا ہوں، اس نے اپنے آپ کو خاتم الاولاد لکھا ہے، خود وضاحت کی کہ میں اپنے والدین کے ہاں خاتم الاولاد ہوں، یعنی آخری بچہ کہ میرے بعد کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا، وہاں خاتم النبیین ہے، یہاں خاتم الاولاد، جو ترجمہ خاتم الاولاد کا وہی خاتم النبیین کا۔

چٹ آئی حضرت عباسؓ کو حضور علیہ السلام نے خاتم المہاجرین فرمایا ہے؟

جواب میں فرمایا کہ آدھی حدیث نہ پڑھو، پوری حدیث شریف پڑھو، حدیث شریف پوری پڑھو گے اس میں جواب موجود ہے، اعتراض پیش کرنے کی ضرورت پیش نہ آئے گی۔ حضور علیہ السلام نے فتح مکہ کے موقع پر حضرت عباسؓ کو فرمایا کہ آپ پریشان نہ ہوں آپ نے مکہ مکرمہ سے ہجرت کی نیت سے سفر کرلیا ہے مگر مدینہ نہیں پہنچے، مگر آپ کو ہجرت کا ثواب مل گیا، اسی لئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اطمئن یا عم عباس'' ''اطمینان رکھیں آپ مہاجر ہیں، نہ صرف مہاجر بلکہ مکہ مکرمہ سے ہجرت کرنے والوں کے خاتم المہاجرین، کیونکہ مکہ مکرمہ قیامت تک دارالاسلام رہے گا، ہجرت نہ ہوگی، ہجرت دارالکفر سے ہوتی ہے، دارالاسلام کی طرف جب مکہ مکرمہ دارالاسلام ہے قیامت تک تو مکہ مکرمہ سے پھر ہجرت کوئی نہ کرے گا، آپ مکہ سے ہجرت کرنے والوں کے آخری ہیں، اس لئے امام بخاریؒ نے باب باندھا ہے کہ ''لا ھجرۃ بعد فتح مکہ'' مکہ مکرمہ سے ہجرت کرنے والوں کے واقعتاً خاتم المہاجرین حضرت عباسؓ ہی ہیں نہ آپ ساری دنیا کے خاتم المہاجرین نہ ہجرت بند ہے، بلکہ صرف مکہ مکرمہ سے ہجرت کرنے کو بند قرار دیا اور حضرت عباسؓ کو خاتم المہاجرین مکہ سے ہجرت کرنے والوں کا قرار دیا، وہ ہم بھی مانتے ہیں یہ تو ہمارے عقیدہ کی دلیل ہے نہ کہ ان کی ہے، ہمت تو اپنے عقیدہ کے ثبوت میں کوئی دلیل لائیں، قیامت تک نہیں لاسکیں گے۔ ''وان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار۔''

ایک آدمی نے کہا: مولانا قرآن مجید میں ''ختم'' کا معنی مہر کا بھی تو ہے؟

آپؒ نے فرمایا: بھائی صاحب! ''ختم اللہ علیٰ قلوبھم ، الیوم نختم علی افواھھم'' میں ختم کے معنی بند کرنے کا ہے، ایسی مہر کہ اندر کی چیز باہر نہ آسکے، باہر کی چیز اندر نہ جاسکے۔ ڈاک خانہ والے مہر لگاتے ہیں، تھیلی کو بند کرکے مہر لگادی کہ اب اس میں کوئی چیز نہ داخل ہو، نہ اندر کی چیز نکالی جاسکے۔ حضور علیہ السلام کے آنے سے سلسلۂ نبوت پر مہر لگ گئی، ایسا بند ہوا کہ اب سلسلۂ نبوت میں نہ کسی دہقان زادے کو داخل کیا جاسکتا ہے نہ پہلے ایک لاکھ چوبیس ہزار سے کسی کو نکالا جاسکتا ہے، اس معنی سے بھی ہمارے فریق مخالف کی آرزو پوری نہ ہوگی، یہ جواب میں آپ حضرات کو عرض کررہا ہوں، جب میرا مقابل میرے سامنے ہوتو میں ایک بات کہہ کر بحث ختم کردیتا ہوں کہ جناب نبوت انسانوں کو ملا کرتی تھی، جسے تم نبی بنانے پر تلے ہوئے ہو، اسے پہلے انسان ثابت کرو پھر نبوت کی بحث کرو، وہ تو خود لکھتا ہے کہ میں آدم زاد نہیں، میں بات کروں گا بندے کے پتروں کی، انسان زادوں کی وہ تو انسان زادہ ہونے سے انکار کررہا ہے، پہلے انسان ثابت کرو پھر شریف انسان زہر کا پیالہ پی جائیں گے مگر اسے شریف انسان لال حسین کے سامنے ثابت نہیں کرسکتے:

پڑا آسماں کو دل جلوں سے کام نہیں
جلا کے راکھ نہ کردوں تو داغ نام نہیں

بزمِ اطفال

عرب کا چاند

محمد وسیم ضیاء

بچو! سمندر پار ایک ملک ہے' جس کا نام عرب ہے۔ ملک عرب میں مکہ ایک مشہور شہر ہے۔

اب سے کئی ہزار سال پہلے وہاں کی حالت بہت خراب تھی۔ لوگ جوا کھیلتے' بدکاریاں کرتے اور ہمیشہ آپس میں لڑتے رہتے تھے' اپنی زندہ لڑکیوں کو زمین میں گاڑ دیا کرتے تھے۔

ان جاہلوں کے بہت سے خاندان تھے' ان میں ایک خاندان سب سے زیادہ عزت دار سردار تھا' اس کا نام قریش تھا۔ اسی خاندان قریش کے ایک بزرگ عبدالمطلب کے کئی بیٹے تھے' ایک بیٹے کا نام عبداللہ تھا' ان کی شادی آمنہ سے ہوئی' آمنہ کو اللہ تعالیٰ نے ایک نورانی بیٹا عطا فرمایا' جن کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رکھا۔ عبداللہ کا انتقال ان کی پیدائش سے کچھ پہلے ہو چکا تھا۔

عرب میں عام دستور تھا کہ شہر کے لوگ اپنے بچوں کو دیہات میں پرورش کرایا کرتے تھے' تاکہ کھلی ہوا میں رہ کر ان کی صحت اچھی ہو جائے۔ ایک دایہ جن کا نام حلیمہ سعدیہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش کا بیڑہ اٹھایا' بس پھر کیا تھا زمین و آسمان سے مبارکبادی کے پیغام آئے۔ فرشتوں نے اپنی آنکھیں ان کے پاؤں تلے بچھائیں اور کہا:

بڑی تو نے توقیر پائی حلیمہ
بنی تو محمدؐ کی دائی حلیمہ

اس نورانی یتیم سے حلیمہ کو اتنی محبت ہوگئی کہ اپنی اولاد سے زیادہ چاہنے لگیں' حلیمہ کا بڑا لڑکا روزانہ بکریاں چرانے جنگل جایا کرتا تھا' یہ نورانی معصوم ذرا سیانا ہوا تو حلیمہ سے پوچھا۔ اماں! بھائی جان سارا دن کہاں رہتے ہیں؟ انہوں نے کہا بیٹا! یہ بکریاں چرانے جنگل جایا کرتے ہیں' فرمایا کہ آج سے میں بھی جایا کروں گا۔ آپؐ نے اپنے اس عمل سے یہ بتادیا کہ گھر کا کام مل جل کر کرنا چاہیے۔

چار سال کی عمر میں مکہ اپنے گھر واپس آئے' چھ سال کے ہوئے تو والدہ کا انتقال ہوگیا۔ والد محترم تو پہلے ہی وفات پا چکے تھے' دادا تھے وہ بھی آٹھ سال کا چھوڑ کر چل بسے' پھر آپؐ کے چچا ابو طالب نے اپنی تربیت و نگرانی میں لے لیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم چھوٹی سی عمر میں ہی اپنے ہم عمر لڑکوں سے ملتے تو انہیں اچھی نصیحتیں کرتے۔ صاف ستھرے رہتے' بزرگوں کا ادب کرتے' محلّے کے بوڑھے اور اپاہج لوگوں کی خدمت کرتے' کبھی آوارہ نہ ہوتے نہ ہی کبھی گالی دیتے۔

شرم و حیا اس قدر تھی کہ کوئی بے شرمی کی بات کسی دوسرے سے بھی سن لیتے تو مارے شرم کے پسینہ پسینہ ہوجاتے۔ ہمیشہ سچ بولتے' سارے مکہ والے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا ہونے کی وجہ سے بڑا مانتے۔ امانت میں کبھی خیانت نہ کرتے۔ اسی وجہ سے آپؐ بچپن ہی میں ''صادق'' اور ''امین'' کے نام سے مشہور ہوگئے' گھر میں بیٹھے بیٹھے جب دل ذرا گھبرا جاتا تو شہر سے باہر نکل جاتے' اور مکہ سے تین میل کے فاصلے پر جنگل میں ایک پہاڑ کے غار میں بیٹھ کر اللہ کو یاد کرتے رہتے اس غار کا نام حرا ہے۔

چالیس برس کی عمر میں اللہ نے آپ کو اپنا حبیب رسول بنایا' اور تمام نبیوں کا سردار بنادیا۔ اللہ نے آپ کا درجہ اتنا بلند کیا کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یہ قانون بنادیا کہ میں اس کو اچھا سمجھوں گا جس کو میرا پیارا محمدؐ اچھا سمجھے' اور جس کو وہ بُرا جانیں خواہ وہ کوئی ہو' کتنا ہی خاندانی' شریف اور بڑا آدمی ہو میرے دربار میں اچھا نہیں بن سکتا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کی اصلاح کی' وہی بچے بدمعاش' شرابی اور ڈاکو بڑے نیک

صبح کی دعا

اَللّٰھُمَّ بِکَ اَصْبَحْنَا وَبِکَ اَمْسَیْنَا وَبِکَ نَحْیٰ وَبِکَ نَمُوْتُ وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ.

شام کی دعا

اَللّٰھُمَّ بِکَ اَمْسَیْنَا وَبِکَ اَصْبَحْنَا وَبِکَ نَحْیٰ وَبِکَ نَمُوْتُ وَاِلَیْکَ النُّشُوْرُ.

بزمِ اطفال

بڑے شریف بڑے عابد وزاہد ومتقی وپرہیزگار بنے پہلے ان کی یہ حالت تھی کہ دنیا کے لوگ ان سے نفرت کرتے تھے۔ اب یہ حالت ہوگئی ہے کہ فرشتے ان کی زیارت وقدم بوسی کے لئے آنے لگے ان کو صحابہ کرام کہتے ہیں۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عرب کی اصلاح شروع کی تو وہاں کے نفس پرست اور خودغرض کافروں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی اور اس طرح آپ کو اور آپؐ کے ماننے والوں کو تکلیفیں پہنچائیں پھر سارے عرب پر نہیں بلکہ آس پاس کے ملکوں پر بھی اللہ نے آپ کو غلبہ عطا فرمایا۔

الحمدللہ! کہ ہم نے بھی آپ کو مانا۔ یہ ہمارے رسولؐ ہیں اور ہم ان کی امت ہیں۔ اگر ہم بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کو مانیں تو اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اسی طرح عزتیں بخشے‘ جس طرح عرب کے لوگوں کو عطا فرمائی تھیں۔

سارا عرب کافر تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک یتیم اکیلے تھے۔ سارے عرب کے خلاف آپؐ نے آواز اٹھائی۔ وہ طاقتور دولت مند یہ اللہ کا بندہ اکیلا لاوارث غریب تھا مگر آپؐ نے ان کی کثرت وطاقت وقوت کی پروانہ کی اور اللہ کا پیغام پہنچاتے رہے اور مخالفوں کو نیچا دکھایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بول بالا کیا۔

عزیز بچو! اگر ہم بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کریں اور آپؐ کے فرمانبردار بن جائیں تو اللہ ہماری بھی مدد فرمائے اور اسلام کے دشمن پر غلبہ اور قوت بخشے‘ نہ ان کی کثرت ہمیں نقصان پہنچائے اور نہ ان کے مال و دولت اور قوت وشوکت ہمارا کچھ بگاڑ سکے اس وجہ سے کہ خدا کی رحمت و مدد ہمارے ساتھ ہوگی اور بھلا خدا کی قوت سے زیادہ کس کی قوت ہوسکتی ہے؟ جس کو وہ عزت دینا چاہے کوئی اسے ذلیل نہیں کرسکتا‘ اور جس کو وہ ذلیل کردے اسے کوئی عزت نہیں دے سکتا۔

بچو! جب تم بھی کسی مجلس میں یا پڑھتے وقت اپنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک لو یا سنو تو صلی اللہ علیہ وسلم ضرور کہا کرو‘ اس سے بڑی برکتیں اور نعمتیں حاصل ہوتی ہیں‘ خدا ہمیں نیک کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

انمول ہیرے

☆ قدرت انتقام رکھتے ہوئے غصے کو پی جانا افضل ترین جہاد ہے۔ ☆ اے عمدہ لباس کے حریص کفن کو یاد رکھ، اے عمدہ مکان کے شیدائی قبر کا گڑھا مت بھول اور اے عمدہ غذا کے دلدادہ کیڑے اور مکوڑوں کی غذا بننا یاد رکھ۔ ☆ کم بولنا حکمت ہے، کم کھانا صحت ہے، کم سونا عبادت ہے، اور لوگوں سے کم ملنا عافیت ہے۔ ☆ نماز میں دل کی، مجلس میں زبان کی، غصہ میں ہاتھ کی اور دستر خوان پر شکم کی حفاظت کر۔ ☆ انصاف راحت ہے، صحت بضاعت ہے، کاہلی اضاعت ہے، راستی امانت ہے۔ ☆ علم کا دشمن تکبر، عقل کا دشمن غصہ، صبر کا دشمن لالچ ہے۔ ☆ دولت بمقابلہ عزت، شوکت بمقابلہ حکمت، سلطنت بمقابلہ عبادت، صورت بمقابلہ سیرت، شجاعت بمقابلہ سخاوت ہیچ ہے۔

شعورِ ختمِ نبوت

قاضی احسان احمد

سوال:...... دنیا میں آنے والے پہلے اور آخری نبی کا نام بتایئے؟

جواب:...... پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام اور آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

سوال:...... قرآن پاک میں کم وبیش ایسی کتنی آیات ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر دلالت کرتی ہیں؟

جواب:...... تقریباً ۱۰۰ آیات۔

سوال:...... قرآن کریم کی کم از کم ایسی تین آیات سنایئے جو عقیدۂ ختم نبوت پر دلالت کرتی ہوں؟

جواب:...... ”والذین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالآخرۃ ھم یوقنون“۔ (البقرہ:۴)

ترجمہ:...... ”اور وہ لوگ جو ایمان لائے اس پر کہ جو کچھ نازل ہوا تیری طرف اور اس پر کہ جو کچھ نازل ہوا تجھ سے پہلے اور آخرت کو وہ یقینی جانتے ہیں“۔

”ماکان محمد ابا احد من

بزم اطفال

رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیّن۔" (الاحزاب:۴۰)

ترجمہ:..... "محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں۔"

"قل یاایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً۔" (الاعراف:۱۵۸)

ترجمہ:..... "آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔"

سوال:..... کم از کم چار ایسی احادیث سنائیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین یعنی آخری نبی ہونا بیان ہو؟

جواب:..... "انا خاتم الانبیاء ومسجدی خاتم مساجد الانبیاء" (کنزالعمال:۳۴۰۷۰، ج:۱۲)

ترجمہ: "میں خاتم الانبیاء ہوں اور میری مسجد خاتم مساجد الانبیاء ہے۔"

"ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی۔" (ترمذی ص:۵۱، ج:۲)

ترجمہ: "بے شک رسالت اور نبوت کا سلسلہ منقطع ہوگیا، پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا اور نہ نبی۔"

"انا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔" (ترمذی ص:۴۵، ج:۲)

ترجمہ: "میں خاتم النبیین (یعنی اللہ کا آخری نبی) ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔"

"انہ سیکون فی امتی ثلاثون کذابون کلھم یزعم انہ نبی انا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔" (ابوداؤد ص:۲۲۸، ج:۲)

ترجمہ: "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریب ہے میری امت میں ۳۰ کذاب (جھوٹے) پیدا ہوں گے، جن میں سے ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔"

سوال:..... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں توحید کو پھیلانے اور کفر وشرک کو مٹانے کے لئے جو جنگیں لڑی گئیں، ان میں کل کتنے صحابہ کرامؓ شہید ہوئے؟

جواب:..... تقریباً ۲۵۹ صحابہ کرامؓ۔

دینی معلومات

سوال:..... تم کون ہو؟

جواب:..... ہم مسلمان ہیں۔

سوال:..... تمہارا دین کیا ہے؟

جواب:..... ہمارا دین اسلام ہے۔

سوال:..... تمہارے پالنے والا کون ہے؟

جواب:..... ہمارا پالنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔

سوال:..... تم کو اور ساری دنیا کو کس نے پیدا کیا؟

جواب:..... اللہ تعالیٰ نے۔

سوال:..... عبادت کس کی کرنی چاہئے؟

جواب:..... اللہ تعالیٰ کی۔

سوال:..... مسلمانوں کی کتاب کا نام کیا ہے؟

جواب:..... مسلمانوں کی کتاب کا نام قرآن کریم ہے۔

سوال:..... تمہارے رسول کون ہیں؟

جواب:..... ہمارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

سوال:..... اسلام کا کلمہ کیا ہے؟

جواب:..... اسلام کا کلمہ یہ ہے: "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

سوال:..... کلمہ شہادت بتایئے؟

جواب:..... "اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ" یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

سانحہ ارتحال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے ایک دیرینہ معاون اور خیر خواہ محترم شیخ محمد اسلم ناناگولا صاحب کا ۱۰/دسمبر ۲۰۰۷ء بروز پیر ۶۸ سال کی عمر میں قضائے الٰہی سے انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی خوبیوں سے نوازا تھا، ختم نبوت کے انگریزی لٹریچر کے لئے آپ کی خدمات ہمیشہ پیش پیش رہتی تھیں۔ اللہ جل شانہ آپ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور آپ کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ قارئین سے درخواست ہے کہ مرحوم کو اپنی دعاؤں میں فراموش نہ فرمائیں۔

خبروں پر ایک نظر

انتخابات میں قادیانی امیدوار کا ہر جگہ مقابلہ کیا جائے

پی پی قیادت اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کرے: مولانا محمد علی صدیقی

میر پور خاص (پ ر) پیپلز پارٹی نے صوبائی اسمبلی کے لئے ایک قادیانی کو دیا ہوا ٹکٹ منسوخ نہیں کیا، حالانکہ پی پی کے قائدین اور ذمہ داران تک یہ بات پہنچ چکی ہے کہ یہ امیدوار سکہ بند قادیانی ہے، اس کا اصل نام کنفیوسس امام ہے اور اپنے آپ کو امام بخش کے نام سے مشہور کر رکھا ہے اس کا دادا امیر محمد سکہ بند قادیانی تھا، اسی طرح اس کا باپ سیف اللہ بھی قادیانی تھا اور یہ خود بھی قادیانی ہے اور اس کی شادی بھی قادیانی گھرانے میں ہوئی، قادیانی مربی نے نکاح پڑھایا، گزشتہ الیکشن اس نے سابق صدر فاروق احمد خان لغاری کی ملت پارٹی کے ٹکٹ پر لڑا تھا، اس وقت بھی یہ آواز اٹھائی گئی کہ یہ قادیانی ہے تو اس وقت اس نے اقرار کیا کہ میرا باپ دادا قادیانی تھے لیکن میں مسلمان ہوں، لیکن یہ صرف دھوکا ہی تھا، اس طرح کا دھوکا دینا قادیانیوں کی فطرت میں شامل ہے۔ گزشتہ الیکشن کے بعد اس کی شادی ہوئی اس کا سسرال بھی قادیانی ہے، اس کی بیوی سرگرم قادیانی عورت ہے (جس کا نام کسی مصلحت سے پوشیدہ رکھا جارہا ہے وقت آنے پر ظاہر کردیا جائے گا) موصوف قادیانی امیدوار کنفیوسس امام المعروف امام بخش، قیصرانی برادری سے تعلق رکھتا ہے، تونسہ کے علاقے میں ایک بستی شیر گڑھ کا رہائشی ہے، اس کا دادا جب مرا تو قادیانیوں نیا یک سازش کے تحت اس کو مسلمانوں کی مسجد جو شیر گڑھ میں تھی، دفن کردیا اس پر بہت بڑی تحریک عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے چلائی گئی، اس وقت کی انتظامیہ نے اس تحریک کو کچلنے کے لئے قادیانیوں کے حق میں آخری جلوس پر بہت تشدد کیا، جس میں حضرت مولانا عبدالستار تونسوی اور درگاہ تونسہ کے سجادہ نشین خواجہ عبدمناف سمیت دیگر علمائے کرام اور عوام بری طرح زخمی ہوئے، لیکن حکومت کو اس قادیانی مردے کو نکالنا پڑا، قادیانیوں نے اس کو شیر گڑھ اس کے گھر میں دفن کردیا، آج بھی اس کی قبر وہیں ہے، جہاں یہ قادیانی امیدوار رہائش پذیر ہے، اسی طرح اس کا باپ سیف اللہ قیصرانی بھی قادیانی تھا اور ریلوے میں اعلیٰ عہدے پر تھا، مسلمانوں سے دشمنی اس کی فطرت میں تھی، کچھ سال قبل ملتان میں ڈی ایس ریلوے تھا، اسی دوران خانیوال میں ایک بہت بڑا ریلوے کا حادثہ ہوا جس میں بھاری جانی اور مالی نقصان ہوا اس حادثہ پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ایک رہنما جناب ڈاکٹر دین محمد فریدی نے ایک درخواست ریلوے حکام کو لکھی، جس میں اس سیف اللہ قیصرانی کو شامل تفتیش کرنے کا مطالبہ تھا، یہ درخواست کسی اچھے افسر کے ہاتھ لگی، انکوائری ہوئی تو موصوف قادیانی کا والد ملوث پایا گیا قادیانی لابی متحرک تھی، سزا سے تو بچ گیا لیکن معطل ہوکر اپنے گھر واپس آگیا، کچھ عرصہ قبل مرا ہے تو پی پی کے اس قادیانی امیدوار نے اپنے باپ کو چناب نگر (ربوہ) میں قادیانیوں کے خصوصی قبرستان میں دفن کیا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما مولانا عبدالعزیز لاشاری اور جے یو آئی کے رہنما شہزادہ حنیف مولانا عبدالرحمٰن اور مبلغ ختم نبوت مولانا محمود صاحب نے اس علاقہ میں قادیانی کے مقابلے میں فضا کو گرم کرنے اور اس کو ہر حال میں شکست سے دوچار کرنے کے لئے اس حلقہ میں ڈیرے ڈال لئے ہیں، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ، مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، صاحبزادہ عزیز احمد، مولانا سعید احمد جلال پوری نے تونسہ کے غیور مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ اس پی پی کے قادیانی امیدوار کو ہر حال میں شکست سے دوچار کریں۔ قائدین ختم نبوت نے واضح طور پر کہا کہ صرف تونسہ ہی نہیں جہاں کہیں بھی قادیانی امیدوار ہوگا اس کا مقابلہ مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے کیا جائے گا۔

قادیانی کو ٹکٹ دینا ملک وملت سے غداری کے مترادف ہے

کوئٹہ (حافظ خادم حسین گجر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں مولانا عبدالواحد، مولانا قاری انوار الحق حقانی، شیخ القرآن مولانا قاری عبدالرحیم رحیمی، مولانا قاری عبداللہ منیر، مولانا محمد یوسف نقشبندی، مفتی محمد احمد خان، حاجی شاہ محمد آغا، حاجی تاج محمد فیروز، حاجی خلیل الرحمٰن اور حاجی نعمت اللہ خان نے کہا ہے کہ اس صورت حال پر گہری نظر رکھنے کی ضرورت ہے کہ قادیانی اسلام کا لبادہ اوڑھ کر مختلف پارٹیوں سے امیدوار بن کر سامنے نہ آئیں، مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں نے اس امر پر گہری تشویش کا اظہار کیا کہ تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازی خان کے حلقہ پی پی ۲۴۰ میں قادیانی امام بخش قیصرانی کو ٹکٹ دیا گیا ہے جو نہ صرف بدترین قادیانیت نوازی ہے بلکہ ملک وملت سے غداری کے مترادف بھی ہے، انہوں نے کہا کہ ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو پارلیمنٹ میں غیر مسلم اقلیت قرار دلوایا اور بھٹو کی بیٹی قادیانیوں کو نواز رہی ہے، انہوں نے کہا کہ بھٹو نے تو یہ کہا تھا کہ قادیانی چاہتے ہیں کہ ہم ان کو پاکستان میں وہ مرتبہ دیں جو یہودیوں کو امریکا میں حاصل ہے یعنی ہماری پالیسی ان کی مرضی کے مطابق چلے۔ رہنماؤں نے کہا کہ تمام سیاسی جماعتوں کو باخبر رہنا چاہئے کہ کوئی قادیانی بھیس بدل کر دھوکا نہ دے سکے، انہوں نے کہا کہ جداگانہ طرز انتخاب کو ۱۷ویں ترمیم کے ذریعے ختم کرنے کا موجب بننے والی قوتیں ٹھنڈے دل ودماغ کے ساتھ اس امر کا جائزہ بھی لیں کہ کہیں اس کا فائدہ قادیانیوں کو تو نہیں ہوا؟

یہ حج وزیارت مبارک ہو تم کو

محمد زکی کیفی مرحوم

یہ حج و زیارت مبارک ہو تم کو ۔۔۔ متاعِ سعادت مبارک ہو تم کو
وہ ہر سمت انوار، ہر سُو تجلی ۔۔۔ وہ نورِ ہدایت مبارک ہو تم کو
وہ احرام میں مست و سرشار رہنا ۔۔۔ غموں سے فراغت مبارک ہو تم کو
اذانِ سحر کا حرم میں وہ منظر ۔۔۔ وہ کیف سماعت مبارک ہو تم کو
مبارک ہوں وہ ملتزم پر دعائیں ۔۔۔ وہ ذوق عبادت مبارک ہو تم کو
وہ میزاب رحمت کے نیچے نمازیں ۔۔۔ بشوق اطاعت مبارک ہو تم کو
مبارک ہوں وہ سنگ اسود کے بوسے ۔۔۔ لبوں کی حلاوت مبارک ہو تم کو
وہ رُکن یمانی پہ ہر دم، تجلی ۔۔۔ وہ آثارِ رحمت مبارک ہو تم کو
وہ پی پی کے زمزم کو سیراب ہونا ۔۔۔ وہ کوثر کی لذت مبارک ہو تم کو
منیٰ میں رمی کا وہ پُرکیف منظر ۔۔۔ وہ جلوؤں کی کثرت مبارک ہو تم کو
وہ عرفات میں خیمہ زن ہو کے رہنا ۔۔۔ بزہد و قناعت مبارک ہو تم کو
مدینہ کی گلیوں کا دیدار کرنا ۔۔۔ وہ دنیا کی جنت مبارک ہو تم کو
وہ روضہ کو باچشمِ نم دیکھ لینا ۔۔۔ وہ دل کی طہارت مبارک ہو تم کو
قباء بقیع و احد کی زیارت ۔۔۔ بحُسن ارادت مبارک ہو تم کو
وہ فیضان انوارِ روضہ کے باہر ۔۔۔ وہ لطف و عنایت مبارک ہو تم کو
مواجہ میں آکر جلا دل کو دینا ۔۔۔ وہ جلوت میں خلوت مبارک ہو تم کو
نکل پڑنا آنسو وہ ذکر نبیؐ پر ۔۔۔ یہ دل کی نزاکت مبارک ہو تم کو
وہ روضہ کی جالی پہ سر رکھ کے رونا ۔۔۔ دعائے شفاعت مبارک ہو تم کو

دعا ہے یہ کیفی کے قلب حزیں کی
یہ حج و زیارت مبارک ہو تم کو

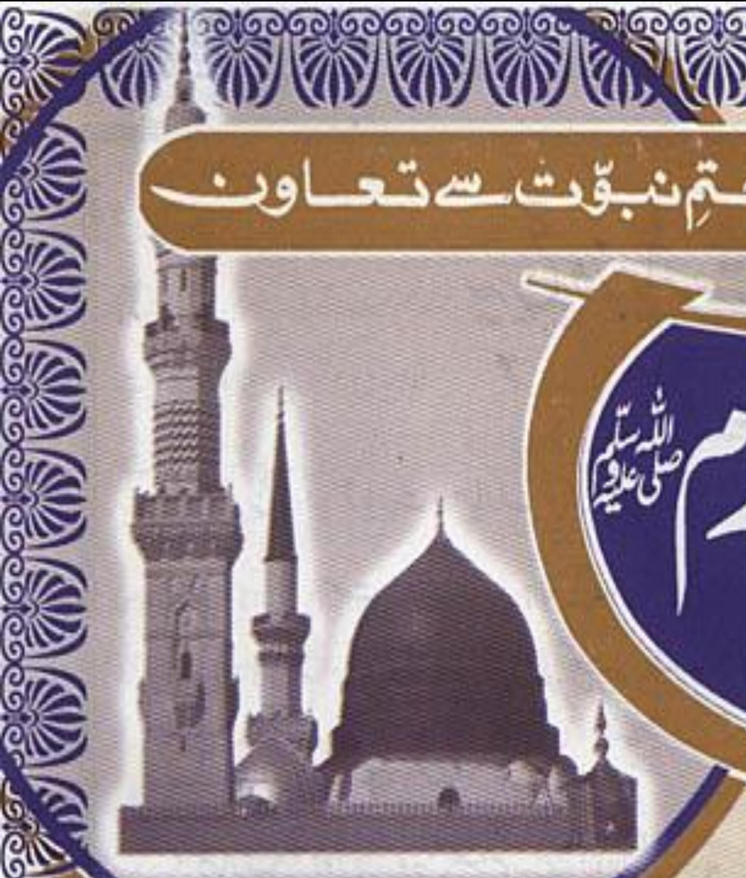

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے تعاون

شفاعتِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوت اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سد باب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاتر ختم نبوت، دار التصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام صدقاتِ جاریہ میں شرکت کے لئے

زکوۃ، صدقات، خیرات، فطرہ، عطیات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو عنایت فرمائیں

ترسیل زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

فون: 4583486-4514122 فیکس: 4542277 اکاؤنٹ نمبر: 3464 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ، ملتان

جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

فون: 2780337 فیکس: 2780340 اکاؤنٹ نمبر: 8-363 و 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ

اپیل کنندگان

مولانا خواجہ خان محمد — امیر مرکزیہ

سید نفیس الحسینی — نائب امیر مرکزیہ

مولانا عزیز الرحمن — ناظم اعلیٰ

نوٹ: مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جا سکے۔